رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

رسالہ تشحیذ الاذہان

قادیان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۰ | بابت ماہ مئی ۱۹۲۱ء مطابق شعبان ۱۳۳۹ھ | نمبر ۵

فہرست مضامین

براہین احمدیہ کا اکثر حصہ شایع ہونے کی پیشگوئی	۱	۵	اکمل
غیر مبایعین پر حجت ملزمہ	۵	۸	"
مسلمانوں کی مصیبت ابتلا ہے یا شامت اعمال	۹	۳۱	چودہری ظہور حسین صاحب
ایک مکتوب (نبی کی اجتہادی غلطی پر)	۳۲	۳۵	حکیم منظور احمد صاحب سلانوالی
حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی	۳۶	۳۷	اکمل
تحفہ کبیر (ایک شیعہ مجتہد اور ایک سنی فاضل کا اقرار وفات مسیح پر)	۳۹	۴۰	مرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنؤ

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان

میں چھپا اور چودہری عبدالسلام سپرنٹنڈنٹ نے شایع کیا۔

مصلح کی ضرورت

وکیل امرت سر ۲۵ء میں ایک غیر احمدی معاند سلسلہ لکھتا ہے:-

"آج مسلمان درگور مسلمانی در کتاب والی فضل ہم پر صادق آرہی ہے اسلامی لٹریچر سے نابلد ہونے کے باعث ہماری حالت رفتہ رفتہ یہود اور بنی اسرائیل کی سی ہو رہی ہے۔ (یہ اقبالی ڈگری مبارک) بڑے سے بڑا گریجوایٹ اور اکھڑ سے اکھڑ ملا بھی اپنے مسلمان ہونے کی علت غائی بتانے میں فقط ایک ہی دلیل "مسلمانوں کے گھر جنم لینا" پیش کر رہا ہے۔ روحانی پیشوا ایک دوسرے کی تکفیر اور خانہ جنگی کے قواعد کی ترتیب میں منہمک ہیں"

ان سے میں پوچھتا ہوں۔ کیا اب بھی یہود کے لئے مسیحا کی ضرورت نہیں؟

مسیحا کی ضرورت

دیش لاہور لکھتا ہے:-

"یورپ میں آج جتنی زبردست نفس پرستی۔ زر پرستی اور ہوس پرستی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے تدارک کے لئے مسیح کے دوبارہ نمودار ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ دیکھا چاہیئے وہ کب نازل ہوتے ہیں"

آہ! آنے والا آچکا۔ اور یہ ابھی راہ تک رہے ہیں۔ اے خدا ان کی آنکھیں کھول +

تراسی ۸۳ روپے آٹھ آنے کی رقم

میں نے احباب سے التجا کی تھی۔ کہ ۸۳/۸ حیدر آباد کے ایک پچھلے قرضہ کی ادائیگی میں قرض لے کر دینا پڑا ہے۔ مہربانی فرما کر اعانت سے یہ رقم پوری کر دیں۔ کیونکہ تشحیذ اس کا متحمل نہیں ابھی تک دوستوں نے توجہ نہیں فرمائی +

بقایاداران

تیس ۳۰ ایسے دوست ہیں جن سے ابھی ۱۹۲۰ء کی قیمت بھی وصول نہیں ہوئی۔ مہربانی فرما کر توجہ کریں۔ ورنہ جون ۱۹۲۱ء کا پرچہ وی پی ہوگا۔ اور ۵/ خرچ زائد پڑے گا۔ ۲/ منی آرڈر ۳/ رجسٹری وغیرہ۔ علاوہ ازیں تین سو سے زاید ایسے احباب ہیں جن کی قیمت تشحیذ بابت ۱۹۲۱ء وصول نہیں۔ وہ بھی مہربانی فرما کر جون تک اپنے اپنے بقایا صاف کر دیں۔ ورنہ جولائی کا رسالہ وی پی ہوگا +

ماہ مئی سنہ ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شحنۂ اذہان

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۱ء

براہین احمدیہ کا اکثر حصہ شائع نہ ہونے کی پیشگوئی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں جب ایک نیک دل طالب حق خالی الذہن ہو کر پڑھتا ہے۔ تو نہ صرف ان میں حقائق و معارف کا ایک دریا بہتا ہوا دیکھتا ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اپنے ذہن میں ایک جلا اور قلب میں نور معرفت پاتا ہے۔ جس کی طفیل دینیات کے متعلق اسے نئے نئے نکات سوجھتے ہیں۔ یہ صفت صرف ان کتابوں سے مخصوص ہے۔ جو روح القدس کی تائید سے لکھی گئی ہوں۔ ہوشیار سے ہوشیار عالم سے عالم مصنف کی کتاب میں بھی آپ یہ بات نہیں پائینگے۔ کہ اس کتاب کے پڑھنے سے علاوہ اس مضمون کے جو زیر بحث ہے۔ کچھ اور عرفان کی باتیں بھی آپ کو سوجھیں۔ اور دین کے مشکل مسائل حل ہوں اسی طرح مشکوٰۃ نبوت سے نکلے ہوئے الفاظ اپنے اندر یہ وصف بھی رکھتے ہیں۔ کہ جیسے قرآن مجید خدا کے کلام کی نسبت آیا ہے۔ لا تنقضی عجائبہ ولا تنتھی غرائبہ

ایسے ہی اس کلام نبوت سے نئی سے نئی باتیں حسب ضرورت نکلتی رہتی ہیں۔ کھینچا تانی سے نہیں۔ بلکہ جس طرح چاند بادل سے نکل آتا ہے۔ اسی طرح پر انہی الفاظ الہی سطور انہی حروف سے ایک نکتہ ذہن کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اگرچہ وہ نیا معلوم ہوتا ہے مگر بلحاظ اپنی موجودگی کے پرانا ہی ہوتا ہے۔ اس کی مثال میں بہت سے حوالے دیئے جاسکتے ہیں۔ مگر فی الحال براہین احمدیہ کا صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹ ملاحظہ کیجئے۔ جو یہ ہے:۔

چنانچہ یہ عاجز اپنے بعض خوابوں میں سے جن کی اطلاع اکثر مخالفین اسلام کو انہیں دنوں میں دی گئی تھی۔ کہ جب وہ خوابیں آتی تھیں۔ اور جن کی سچائی بھی انہیں کے روبرو ظاہر ہوگئی۔ بطور نمونہ بیان کرتا ہے۔ منجملہ اُن کے ایک وہ خواب ہے۔ جس میں اس عاجز کو خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ اور بطور مختصر بیان اس کا یہ ہے۔ کہ اس احقر نے سنہ ۱۸۶۴ء یا سنہ ۱۸۶۵ عیسوی میں یعنی اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی۔ کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا۔ کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا۔ کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر کھلی۔ کہ وہ ایسی کتاب ہے۔ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ جس کے کامل استحکام کو پیش کرکے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرتِ مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوشرنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی۔ کہ جو انار سے مشابہ تھا۔ مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت صلعم نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا۔ تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ

مبارک مرفق تک شہر سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر
پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا۔
اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے
کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرتؐ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک
زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ
کہ ایک قاش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس غرض سے دی۔
کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سر سے زندہ ہوا۔ اور باقی تمام قاشیں
میرے دامن میں ڈال دیں۔ اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دیدی
اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا
کہ آنحضرتؐ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے
آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی
کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے شاہ
کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔ یہ وہ خواب ہے۔
کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہیں دنوں میں سنائی گئی تھی۔ جن میں سے پچاس
یا کم و بیش ہندو بھی ہیں۔ جو اکثر انمیں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں اور
وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں براہین احمدیہ کی تالیف کا
ابھی نام و نشان نہ تھا۔ اور نہ یہ مرکوز خاطر تھا۔ کہ کوئی دینی کتاب بنا کر
اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کیلئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے
لیکن ظاہر ہے۔ کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے۔ کسی قدر پوری ہو
گئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا
گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلہ پر بوعدہ انعام کثیر پیش کر کے ثابت
اسلام ان پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزا اس خواب کے ابھی تک ظہور
میں نہیں آئے۔ اُن کے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیئے۔ کہ آسمانی باتیں کبھی

ٹل نہیں سکتیں "

اس رؤیا میں بہت سی غیب کی باتیں ہیں۔ جن پر خدا نے اپنے پیارے بندے کو اطلاع دی۔ میں سب کا ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ اور نہ ان کا استقصا میں کر سکتا ہوں۔ صرف یہ بات دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ ایک دینی کتاب جو حضرت مسیح موعود کو اپنی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ وہ حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی۔ اور ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوشرنگ میوہ بن گئی۔ اس میوہ سے شہد بہت نکلا۔ ایک قاش حضرت ختمی مآب نے مسیح موعود کو دی۔ کہ آپ اس شخص کو دیں۔ جو نئے سر سے زندہ ہوا۔ چنانچہ وہ قاش اس نئے زندہ نے لے کر کھالی۔ اور باقی تمام قاشیں حضور کے دامن میں ڈال دیں۔

صاف ظاہر ہے۔ کہ حقانیت اسلام و صداقت دین خیر الانام پر زبردست دلائل کا مجموعہ وہ میوہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو بطفیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ملا۔ اس میوہ سے شہد تو بہت نکلا ہے۔ مگر قاش ایک ہی اسلام والوں کو ملی (وہ شخص جو مردہ تھا۔ اور زندہ ہوا احمد حاضرہ کے مسلمانوں کا اسلام ہے۔) یعنی حقایق و معارف کا ایک انبار ہے جو براہین احمدیہ میں موجود ہے ع

شہد ایست آسمانی کز وحی حق چکیدہ

مگر ان تین سو براہین میں سے برہان ایک ہی ہے۔ جو صفحہ ۵۱۲ پر جا کر شروع ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد یہ کتاب نکمت الٰہی سے ختم ہو گئی۔ اور یہ سلسلہ کسی دوسرے نہج پر منتقل ہو گیا۔ یہ جو کچھ ہوا۔ خدا تعالےٰ کی بتائی ہوئی خبر کے مطابق ہوا جس کی طرف ان دنوں میں ذہن منتقل نہ ہو سکا۔ ورنہ خدا تعالےٰ نے پہلے خبر دے دی تھی۔ کہ ایک قاش اسلام والوں کو ملیگی۔ اور باقی تمام قاشیں حضرت مسیح موعود کے پاس رہینگی۔ اور آپ بطور مناسب بر صورت واجب دینگے۔ البتہ شہد بہت سا بچیگا۔

کیا یہ امر انسانی مقدرت میں داخل ہے۔ کہ ایک کتاب کی تصنیف و تالیف سے پندرہ سال پہلے یعنی سنہ ۱۸۶۵ء میں تمام وہ پیش آنے والے امور جو اس وقت وہم و گمان میں بھی نہ آسکیں۔ اس صفائی سے بیان کر دیئے جائیں۔ ہرگز نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود

کے منجانب اللہ مامور ہونے اور امور غیبیہ پر اطلاع پانے کی یہی ایک دلیل کافی ہے۔ آج تک معاندین سلسلہ یہی کہتے آئے ہیں۔ کہ براہین احمدیہ نامکمل رہ گئی۔ لیکن اب ان پر واضح ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ نے پہلے ہی سے بتا دیا تھا۔ کہ اس کتاب کا اکثر حصہ صورت مجوزہ میں شائع نہ ہوگا۔ خود حضرت مصنف کو بھی یہ علم نہیں ہوتا۔ وہ اپنے دست مبارک سے ایک رؤیا درج فرماتے ہیں۔ اور اخیر میں یہ بات بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ جسقدر اجزاء اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے۔ ان کے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیئے کہ آسمانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔ پھر بھی کسی کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کہ اس کتاب کا اکثر حصہ صورت مجوزہ میں شائع نہیں ہوگا۔ اور اپنی طرف سے جہد بلیغ کی جاتی ہے لیکن پھر بھی وہی ہوتا ہے۔ جو منظور خدا ہے۔ اس سے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلوص و اخلاص کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ہر قسم کی بناوٹ سے آپ کا دامن پاک ثابت ہوتا ہے۔ وہاں وابستگان دامن کے لئے بھی ازدیاد ایمان اور معاندین پر اتمام حجت و برہان کا بہت سا مصالحہ موجود ہے۔ غور کرنے والے غور کریں +

لاجواب دلیل ہماری حقانیت پر

غیر مبایعین پر حجت ملزمہ

حضرت امام آئین مطبوعہ سنہ ۱۹۲۱ء میں فرماتے ہیں:۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد — بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد — بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس بند میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ حضور کو جو اولاد اللہ تعالےٰ نے بخشی ہے۔ اس کی نسبت

یہ بشارت بھی ساتھ ہے۔ کہ وہ ہرگز برباد نہیں ہونگے۔ بلکہ اس طرح بڑھینگے جس طرح باغوں میں شمشاد اپنی وضع کا ایک ہی درخت اور سارے چمن کی رونق سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کے سایہ میں آرام پاتے ہیں ۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ اس وقت جو اولاد حضرت مسیح موعود کی موجود ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح) (۲) صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ (۳) صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور دو بہنیں۔ نواب مبارکہ بیگم۔ اور مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ۔ یہ سب کے سب اس عقیدہ پر قایم ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود بہ لحاظ نفس نبوۃ و حقوق نبوۃ ایسے ہی نبی تھے۔ جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام اور مولوی محمد علی صاحب اس عقیدہ کو ایسا بُرا سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک وہ شخص برباد ہو جاتا ہے۔ اور ہلاکت کی راہ اختیار کرتا ہے۔ بلکہ تباہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ جو یہ اعتقاد رکھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب خدا کے نبی تھے

اب بتلایئے۔ کہ غیر مبایعین کے نزدیک تو آپ کی اولاد برباد ہو چکی۔ مگر خدا کا مسیح جسے غیر مبایعین بھی راستباز اور مامور من اللہ مانتے ہیں۔ فرماتا ہے۔ کہ یہ بات میں اپنے اجتہاد سے نہیں کہتا۔ اپنی محبت کی بنا پر نہیں ظاہر کرتا۔ یہ محض میری دعا نہیں۔ جس کی قبولیت پر بحث ہو سکے۔ بلکہ خدا نے اپنی وحی میں مجھے نہ صرف ایک بار بلکہ کئی بار خبر دی۔ کہ یہ اولاد برباد نہیں ہوگی صراط مستقیم پر قایم رہیگی۔ اور بڑھیگی۔ پھلیگی پھولیگی ۔

ان دونوں میں سے ایک ضرور سچا ہے۔ یا تو غیر مبایعین جو کہتے ہیں۔ کہ اولاد برباد ہو چکی یا خداوند زمین و آسمان جس نے بارہا اپنے پیارے بندے کو خبر دی۔ کہ اولاد برباد نہیں ہوگی۔ ایک مومن تو یہی کہے گا۔ کہ خدا سچا ہے۔ ومن اصدق من اللہ قیلاً جب اس نے فرما دیا۔ کہ اس اولاد کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ کہ وہ حق پر قایم رہے تو پھر دوسرا کون ہے۔ جو خدا کا بندہ کہلا کر خدا کے خلاف فتویٰ جاری کرے۔ بہتر ہے کہ وہ زبان کاٹ دی جائے۔ جو خداوند کریم کے خلاف کلمات نکالے۔ اور وہ ہاتھ شل ہو جائیں۔ جو ایسی تحریر لکھیں جو حضرت رب العزت کے اعلان کے برعکس ہوں ۔

اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے۔ کہ بربادی سے مراد صرف دنیا کی بربادی ہے لیکن جو لوگ جانتے ہیں۔ کہ حقیقی آبادی دین ہی کی آبادی ہے۔ اور برباد حقیقت میں وہ ہی جس کا دین برباد ہو۔ وہ یہ تاویل قطعاً نہیں کرینگے۔ خصوصاً جب وہ دیکھینگے۔ کہ ان اشعار کو کہنے والے حضرت مسیح موعود ہیں۔ جو اپنی اولاد کے لئے وہی چاہتے تھے۔ جو اپنے لئے ان کے نزدیک دنیا ایک مرے ہوئے کیڑے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی تھی۔ کیا حضور برگوارا کر سکتے تھے۔ کہ آپ کی اولاد دین کے اعتبار سے برباد ہو جائے۔ مگر دنیا میں بڑھے اور دولتمند ہو جائے۔ جائیدادوں کی مالک بن جائے۔ ایسا کہنا تو حضرت مسیح موعود کی راستبازی پر ایسا سخت گندا حملہ ہے۔ کہ ثناء اللہ سے بھی اس کی امید نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ وہ شخص کہے جو حضور کو راستباز اور منجانب اللہ مامور سمجھتا ہو۔ کیا یہ امر کسی مومن کے لئے بشارت کا موجب ہو سکتا ہے۔ کہ اسے خبر دی جائے۔ تیری اولاد دین میں تو بالکل برباد ہو جائیگی۔ البتہ دنیاداری کے اعتبار سے بڑھے گی ہرگز نہیں۔ تو پھر خدا کا مامور جو ایمان کو ثریا سے لایا۔ اور لوگوں سے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد لے کر انہیں اسلام پر قایم کرتا رہا۔ کیونکر اس بات سے مطمئن ہو سکتا تھا۔ کہ اس کی اولاد بڑھے گی۔ برباد نہ ہوگی سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ بہت زیادہ ہونگے۔ اور کھاتے پیتے ہونگے۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ تو حضور کے پاکیزہ خیالات پر ایک حملہ ہے۔ جو نہایت شریر سے شریر اور بدذات سے بدذات شخص ہی کر سکتا ہے۔

دوسرا عذر یہ ہو سکتا ہے۔ کہ **روحانی اولاد** مراد ہے۔ جیسا کہ ایک غیر مبایع نے نہایت ڈھٹائی سے کہا۔ مگر میں بتائے دیتا ہوں۔ کہ اول تو اولاد نہیں فرمایا۔ بلکہ بیا اولاد فرمایا۔ جس سے مرزا سلطان محمد کا لاوسوسہ بھی نکل گیا جو یہ ہے۔ کہ اولاد میں مرزا سلطان احمد بھی داخل ہیں۔ اور وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں۔ حالانکہ یہ بات ایک غیر مبایع کی طرف سے پیش ہو تو اس پر بھی اعتراض پڑتا ہے۔ دوم جو اولاد مراد ہے۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔) اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ صرف روحانی اولاد مراد نہیں۔ بلکہ وہ اولاد ہے جو روحانی و جسمانی دونو تعلق رکھتی ہے۔ حضور اسی بنا کے ساتھ فرماتے ہیں ؎

میری اولاد سب تیری عطا ہے | ہر اک تیری بشارت سے ہُوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہیں | یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس میں بتا دیا۔ کہ وہ اولاد مراد ہے۔ جو تیری بشارت سے ہوئی۔ جو نسلِ سیدہ ہے۔ اب بتاؤ کیا مولوی محمد علی صاحب نسلِ سیدہ ہیں۔ یا جو روحانی اولاد ہونے کے مدعی ہے۔ وہ اس سیدہ کی نسل سے ہیں۔ جو بذریعہ ولادت کی پیشگوئی کی ماتحت نکاح میں آئی۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر اس قسم کی تاویلات سے کیا بنتا ہے۔ پھر اسی کے ساتھ صریح الفاظ میں فرما دیا۔ کہ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس ماہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس بند نے تو بالکل ہی واضح کر دیا۔ کہ کونسی اولاد مراد ہے۔ اور پھر واقعات نے شہادت دی۔ کہ وہ کون بیٹا ہے۔ جو محبوب خدا ہے۔ اور جس سے اندھیرا دور ہُوا۔ اور حضرت مسیح موعود کی دعوت اکناف عالم میں پہنچی۔ کیا اس کی نسبت کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ برباد ہُوا ہرگز نہیں۔

مباحثہ سارچور پسر فنسہ کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔ حیات و ممات مسیح پر ایک فیصلہ کن بحث ہے۔ اور بہت سے معلومات جدیدہ و حوالجات مستند کا مجموعہ۔

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ دوسری پیشگوئیوں کے متعلق بھی اصول بتا دیئے ہیں اور مرزا سلطان محمد کے خط کا عکس جس میں اس نے حضرت مسیح موعود کو نبی اور بزرگ تسلیم کیا قیمت ۰۳ر

مُسلمانوں کی مُصیبت ابتلاء ہے یا شامت اعمال؟

مُسلمانان عالم مُصیبت میں

آج اگر مسلمانان عالم کی حالت پر نظر ڈالی جائے۔ تو یکجز آہ و بکا یاس و الم اور اضطراب و گھبراہٹ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اسلامی دنیا میں آج ایک تھلکہ مچا ہُوا ہے۔ اس سے پہلے بھی مسلمانوں پر مصائب آتی رہی ہیں۔ مگر وہ ایسی وسیع الاثر۔ محیط الکل اور جانگداز نہیں ہوتی تھیں۔ جیسی کہ یہ مصیبت جو آج درپیش ہے۔ پہلی تباہیاں ساری اسلامی دنیا پر محیط نہ تھیں۔ آج کی مصیبت ساری ساری اسلامی دنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ملک میں ہر فرد مسلمان اس سے متاثر نظر آتا ہے اور مان لیا گیا ہے۔ کہ یہ عالمگیر تباہی مسلمانوں کی تاریخ میں بے نظیر ہے۔ ہم نے اس وقت اس تباہی خیز مصیبت پر صرف اس لحاظ سے غور کرنا ہے۔ کہ یہ کیوں وارد ہوئی۔ اور اس کا کیا علاج ہے۔

مصائب کی دو قسمیں

قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصیبت جو انسان پر نازل ہوتی ہے۔ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام فرقان حمید نے ابتلا یا بلاء رکھا ہے۔ اور دوسری کو شامت اعمال کہا ہے۔ بلا یا ابتلا کی تشریح آیات ذیل کرتی ہیں۔ یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے صبر و صلوٰۃ سے استعانت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے کہ انسان پر بعض دفعہ ایسی مصائب آتی ہیں۔ جو بطور آزمایش یا ابتلا کے ہوتی ہیں۔ وہ انسان کی خود پیدا کردہ نہیں ہوتی۔ بلکہ خود بخود خدا کی طرف سے اچانک نازل ہوتی

ہیں۔ ایسی مصیبت کا نام اللہ تعالےٰ نے بلا رکھا ہے۔ بلا کے معنے امتحان اور انعام دونو ہیں۔ دراصل دونو معنے ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ امتحان میں کسی کو ڈالنے کا مقصد یہی ہوتا ہے۔ کہ اس کی لیاقت کو ظاہر کیا جائے۔ اور اس کو اور دنیا کو دکھایا جائے۔ کہ مبتلا کس حیثیت کا شخص ہے۔ اور خدا کے نزدیک کیا درجہ رکھتا ہے۔ اگر وہ امتحان میں پاس ہو جاتا ہے۔ اور صبر و صلوٰۃ کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ تو اس پر منعم حقیقی کی طرف سے انعام ہوتا ہے۔ اس کا درجہ بڑھایا جاتا ہے۔ اور آیندہ دینی و دنیوی نعمتوں کا وارث بنایا جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ وبشر الصابرین صابرین کو بشارت ہے۔ کیونکہ ان میں نفسانی یا جسمانی خواہشات کا خاتمہ ہو چکا ہوتا ہے۔ نفس مصائب کی آگ میں جل چکا ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی نفسانی زندگی پر موت وارد کر لی ہوتی ہے۔ ان کا سب کچھ خدا کیلئے ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے مر چکے ہوتے ہیں۔ ان کو موت کا غم نہیں رہتا۔ کیونکہ موت سے تو انہوں نے خود محبت کی اور اپنے نفسوں پر وارد کر لی۔ اس لئے وہ اللہ تعالےٰ معبود ازلی اور محبوب حقیقی کی طرف رجوع کرنے یا سفر کرنے کے خواہاں رہتے ہیں۔ جیسے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون سے ظاہر ہے اس لئے خوف و جوع اور نقصانِ مال و جان و آبرو وغیرہ ان کو ملول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ سب جسمانی یا نفسانی خواہشات سے متعلق ہیں۔ جن پر انہوں نے موت وارد کر دی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو بشارت ہی بشارت ہے۔ اور ناخوشی کا نام و نشان نہیں۔ کیونکہ ناخوشی تو صرف خواہشات کی Anxiety (انتظار کشی) کا نام ہے۔ دنیادار شخص کبھی حقیقی خوشی اس دنیا میں حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو خواہشات لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ خواہشات کے بحرِ بیکراں میں غوطے کھاتا کھاتا دم توڑ کر مر جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس کو ساحلِ امید نظر آتا ہے۔ مگر وہاں پہنچنا اس کو نصیب نہیں ہوتا۔ اس کی ساری زندگی پریشانی اور ہم و غم سے بھری رہتی ہے۔ مگر وہ لوگ جو نفس کشی کرتے ہیں۔

ان کا نفس ابتلاؤں اور مصیبتوں میں کچلا جاتا ہے۔ بعد ازاں ان کے لئے بشارت ہوتی ہے۔ وہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون کے مصداق ہوتے ہیں۔

ایک مصیبت بطور ابتلاء

الغرض ایک مصیبت انسان پر اس قسم کی وارد ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت نازل ہوتی ہے۔ اور اس سے مقصود اس کا تزکیہ نفس اور تصفیۂ باطن۔ اس کی حقیقت کو ظاہر کرنا اس کا درجہ بڑھانا اور اس کو منعم علیہ بنانا ہے۔ اس مصیبت کا علاج یہ بتایا ہے کہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی صبر و صلوٰۃ میں انسان مضبوط رہے۔ صبر کے معنے تکلیف برداشت کرنا۔ نیکی کو اختیار کرنے اور بدی کو چھوڑنے میں جو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کو برداشت کرنا۔ اور صبر بمعنی صوم یا روزہ بھی ہے۔ روزے کی غرض جسمانی اور نفسانی خواہشات کو مارنا جسم کو گھٹانا اور خلق پر مون وارد کر کے خُلق پیدا کرنا ہے۔ یا نفسِ امّارہ کو مار کر نفسِ لوّامہ کی رہبری اختیار کرنا جس کا لازمی نتیجہ نفسِ مطمئنہ ہے۔ صبر کے ساتھ صلوٰۃ کا بھی حکم ہے یعنی انسان دعاؤں میں بھی لگا رہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ان انعامات کا طالب رہے۔ جو ابتلا کا لازمی نتیجہ ہیں۔ ان دونوں باتوں کی پابندی قرار واقعی سے کیا ہوگا۔ اولئک علیہم صلوٰۃ من ربہم ورحمۃ اس پر ضرور وہ برکات اور رحمتیں نازل ہونگی اولئک ھم المھتدون اور وہ ضرور منزل مقصود پر پہنچیگا۔ یعنی ان انعامات کا مورد ہو جائیگا

ایک مصیبت بطور سزا

دوسری قسم کی مصیبت فرقان حمید میں بدیں الفاظ بیان فرمائی ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر۔ یعنی انسان سے بسا اوقات ایسے فعل سرزد ہو جاتے ہیں جو ناکردنی ہوتے ہیں۔ اور گو کثیر حصہ اعمال پر ستار العیوب اور غفار الذنوب خدا پردہ ڈال رکھتا ہے۔ مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو مصیبت کا باعث بنتے ہیں۔ ایسی مصیبت گویا شامتِ اعمال ہوتی ہے۔ اس مصیبت کا علاج بھی قرآن شریف نے بتلایا ہے۔ جیسے کہ فرماتا ہے۔ قل یاعبادی الذین اسرفوا علیٰ

انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا انہ ھو الغفور الرحیم
وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم
العذاب ثم لا تنصرون - اس میں علاج یہ بتایا - کہ انسان عذاب سے
پہلے توبہ کرلے - اور دوبارہ اسلام پر کاربند ہو جائے - اگر عذاب وارد ہو گیا - تو
پھر نصرت نہیں ملیگی -

ابتلا اور سزا میں فرق الغرض آیات مذکورہ بالا سے اظہر من الشمس ہے کہ انسان
پر دو قسم کے مصائب آتی ہیں - ایک کا نام بلا یا ابتلا - اور
دوسری کا شامت اعمال ہے - بلا اور شامتِ اعمال میں امتیازی نشانات یہ بتلائے
گئے ہیں - کہ بلا مومنین پر آتی ہے - جیسا کہ یا ایھا الذین امنوا سے ظاہر ہے - یعنی جو
لوگ حبّ خدا اور حبّ رسول کے مدعی ہیں - اعمال صالحہ بجالاتے ہیں محنت اور
ریاضت میں مشغول ہوتے ہیں - بعینہٖ اس متعلم کی طرح جو کسی بڑے امتحان کی
تیاری کرتا ہے - پھر یہ مصیبت بالکل عارضی ہوتی ہے - مانند اس وقتی ضیق
اور گھبراہٹ کے جو طالب علم کو امتحان کے کمرے میں لاحق ہوتی ہے - مگر امتحان کے
کمرے سے باہر نکل کر جیسے لایق متعلم خوش ہوتا ہے - اسی طرح ایک زاہد و عابد
مومن ابتلاءِ ناگہانی کے گذر جانے سے خوشی اور انبساط محسوس کرتا ہے - اور مصیبت
میں اپنے نفس پر غالب آنے اس کو شکست دینے اور پائمال کرنے پر نفس مطمئنہ کی
شاباش لیتا ہے - اس کے بعد خدا کی طرف سے اس پر صلوٰۃ اور رحمت نازل
ہوتی ہے - اور اس کو برکات کا وارث بناتی ہے - کھوئے ہوئے مال سے کئی گنا
زیادہ اس کو دیا جاتا ہے - اور نقصان کا نعم البدل اُس کو ملتا ہے - مگر شامتِ
اعمال میں یہ کیفیت نہیں ہوتی - یہ مصیبت نہایت مایوس کُن ہوتی ہے - اسی
لیے تو لا تقنطوا فرمایا - اس کا انجام بلا کی طرح خوشی میں نہیں ہوتا - اور اس میں
نقصان کی تلافی نہیں کی جاتی - بلکہ یہ مصیبت تو باقاعدہ عذاب کی شکل اختیار کر
لیتی ہے - اگر توبہ و استغفار نہ ہو - اور توبہ بجائے خود ایک معقول عذاب اور

دوزخ کا درجہ رکھتی ہے۔ جس میں بیمار اور بے اعتدال انسان کا ہر تلخ و ترش دوائی سے علاج کیا جاتا ہے۔ توبہ اور دوزخ میں یہی فرق ہے۔ کہ توبہ دنیاوی دوزخ ہے۔ اور جو نسبت دنیا اور آخرت کی زندگی میں ہے۔ وہی ان میں ہے۔ جو لوگ اسی دنیا میں اپنے گناہوں کے عوض دوزخ میں پڑنا منظور کر لیتے ہیں۔ وہ آئندہ کے شدید ترین دوزخ سے بچ جاتے ہیں۔ اور اگر انسان توبہ نہ کرے۔ تو اس کو خسر الدنیا والاخرۃ کا متحمل ہونا پڑتا ہے۔ یعنی دنیا میں بھی نقصان اٹھاتا ہے۔ اور آئندہ دوزخ میں بھی پڑتا ہے۔ ان ہر دو مصائب کی تشریح کے بعد اب ہم موجودہ مسلمانوں کی حالت پر غور کرتے ہیں۔ کہ ان پر آج جو مصیبت وارد ہوئی ہے۔ وہ کس قسم کی ہے۔ اور اس کا علاج کیا ہے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی حالت

مسلمانوں کی حالت کا اگر بنظر تعمق مطالعہ کیا جائے۔ اور کئی سال گذشتہ سے لیکر آج تک ان کے نقصانات پر نظر ڈالی جائے اور ان کی ساری تواریخ کو پڑھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ مسلمان تعداد میں قلیل تھے۔ نادار تھے۔ مفلس تھے۔ کمزور تھے دنیاوی وجاہت میں ازبس پست تھے۔ مگر بایں ہمہ وہ ترقی کر رہے تھے۔ دوسروں کے مقابلہ میں وہ دن بدن بڑھ رہے تھے۔ دشمنوں کو کھاتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آگیا کہ شان و شوکت کا آفتاب نصف النہار پر آگیا۔ اور مسلمانوں کو سب قوموں پر فوقیت حاصل ہو گئی۔ بڑے بڑے ممالک مفتوح و زیر فرمان ہو گئے۔ دنیاوی آرام و آسائش اور عیش و تنعم کے اسباب مہیا ہو گئے۔ ہر ایک من مانی خواہش مل گئی۔ اس حصہ تاریخ پر نہایت تنقیدی نگاہ ڈالنے سے ایک بات نظر آتی ہے۔ جو کہ بعد کے مسلمانوں کی تاریخ میں مفقود ہے۔ وہ مسلم کریکٹر کی خوبی ہے۔ شروع سے لے کر شان و شوکت کے زمانہ تک مسلمانوں کے چال چلن پر غور کیا جائے۔ تو یہ امر واضح ہے۔ کہ ایک مسلمان خدا ترس۔ عبادت گذار۔ احکام اسلام کا پابند۔ قوم پرور۔ غریب نواز۔ ہمدرد۔ وقت کا پابند غرضیکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری پوری نگہداشت کرنے والا ہے۔ یا یوں کہو

کہ وہ پکا مسلمان ہے۔ اس کے ایمان و اعمال دونو سرسبز ہیں۔ اور پھر اگر اس زمانہ میں مسلمانوں کی ترقی کا راز اگر ایک ہی لفظ میں بتانا ہو۔ تو وہ اسلام ہے نہ کہ کچھ اور۔ کیونکہ رسول کریم صلعم کے زمانہ کی تاریخ پڑھ کر صاف پتا لگتا ہے۔ کہ بظاہر ادھر طاقت ہے جتھا ہے۔ دنیاوی اسباب ہیں۔ مگر ادھر کمزوری اور غربت۔ افلاس اور نادراری۔ مگر اس کے باوجود پھر بھی مسلمان فتوحات حاصل کرتے ہیں۔ اُن کے پاس اگر کوئی چیز ایسی تھی۔ جو اعدا میں نہ تھی۔ تو وہ اسلام ہی تھا۔ اور وہ یہی اسلام ہی تھا جو ان کی فوق العادت ترقی کا باعث ہوا۔ یہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی نگہداشت تھی۔ یا قرآن تھا۔ جو مسلمانوں کو رغم انف اعدا اوجِ ثریا پر لے گیا۔

تنزل عروج کے مسلمانوں کی حالت

مگر اس کے بعد کی تاریخ یعنی دوسرے نصف پر غور کیا جائے جب سے کہ مسلمانوں میں انحطاط و تنزل کے آثار شروع ہوئے۔ تو معاً یہ بات بھی نمایاں ہے۔ کہ مسلم کریکٹر کمزور ہو گیا ہے۔ جوں جوں اسلام ہاتھ سے نکلتا گیا ہے۔ برکت و رحمت۔ یمن و سعادت۔ فوقیت و عزت سلب ہوتی گئی ہیں۔ حتّٰی کہ نوبت یہانجا رسید۔ کہ ان کے مذہبی سنٹر اور مرکزی مقاماتِ مقدسہ بھی آج غیر اقوام کے ہاتھ آگئے۔ مقامات مقدسہ اور قسطنطنیہ کا موجودہ نام نہاد مسلمانوں کے قبضے سے نکلنا اس امر کو مبرہن کرتا ہے۔ کہ مسلمان مسلمان نہیں ہیں۔ جب تک مقامات مقدسہ اُن کے قبضہ میں تھے۔ اس وقت تک بے شک شک ہو سکتا تھا۔ کہ وہ صالحین اور مسلمان ہیں۔ مگر اب خدا کے فعل نے اس کی بھی قلعی کھول دی زمانہ سلف کے مسلمانوں پر خداوندِ قدیر کے بڑے فضلوں میں سے بڑا فضل اور خصوصیت کا فضل یہ ہوا تھا۔ کہ اُن کے ہاتھ پر دنیا کے تمام بڑے بڑے معبد مفتوح کرا دیئے تھے اور اس سے محض اسلام کی فوقیت کا اظہار ملحوظ تھا۔ مکہ معظمہ۔ آتش کدۂ ایران۔ بیت المقدس۔ سلطنت روم اور ملکِ ہندوستان غرضیکہ تمام مقاماتِ مقدسہ اسلام کے زیر اقتدار آگئے۔ اور یہ سب کچھ ثبوت تھا اس بات کا کہ اسلام غالب ہے۔ تمام دیگر مذاہب باطلہ پر۔ اور جن کے ساتھ یہ غالب اسلام

ہے۔ وہ دوسری اقوام پر فوق رکھتے ہیں۔ مگر آج ان تمام مقامات کا مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا دال ہے۔ اس امر پر کہ ان نام نہاد مسلمانوں کا اسلام خواہ کچھ بھی ہے۔ کم از کم وہ اسلام نہیں ہے۔ جو دوسرے مذاہب کا غالب قاہر اور فاتح اسلام ہے۔ بلکہ ان کا اسلام مشرکین کے مذہب کا مقہور۔ مجوسی اور آتش پرستوں کے مذہب کا مغلوب۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے مذہب کا مفتوح اور ہندی توہم پرستوں کے مذہب کا مملوک ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان کہلانے والے اس روزِ بد میں بھی بیدار نہیں۔ ان کی چشم خواب ناہیں ؎ ع۔ حیف بر چشمیکہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست۔ ان کو اپنی بیماری کا احساس نہیں۔ بلکہ وہ اپنے مذہب پر جس کا صرف نام ہی نام باقی ہے۔ اور حقیقت و اصلیت مدت سے کالعنقا ہے نازاں ہیں ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دلسے احساسِ زیاں جاتا رہا

اس اسلام پر ان کے تمام لیڈران نوحہ خوانی کرتے چلے گئے۔ اور جو موجود ہیں۔ وہ کر رہے ہیں۔ ان کے اعمال ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ وہ مومن نہیں۔ کیونکہ ایمان کی پرکھ اعمال ہی ہیں۔ جیسے باغ کی سرسبزی انہار پر منحصر ہے۔ ان کے ہر ایک گروہ کو دیکھ لو اسلام سے عاری ہے۔ مولوی و ملا لوگ۔ سیاسی لیڈر۔ جنٹلمین۔ انجمنیں اور کارکن۔ سجادہ نشین۔ صوفی و فقرا۔ غرباء امرا تمام میں اسلام مفقود ہے۔ یہ سلبِ عمل صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ ایمان ثریا پر چلا گیا ہے۔

موجودہ مصیبت شامت اعمال ہے

اس وقت سب سے بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ لیڈرانِ قوم نہایت غلطی سے اس موجودہ مصیبت کا ابتلا سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اس مصیبت میں وہ خصوصیتیں نہیں پائی جاتیں۔ جو بلا یا ابتلا کے نشانات ہیں۔ مثلاً یہ کہ بلا مومنین پر وارد ہوتی ہے۔ مگر آج مسلمانوں میں ایمان مفقود ہے۔ گویا ثریا پر چلا گیا ہے۔ ان کے ایمان کے جنات اعمال کے انہار نہ ہونے کے باعث سوکھ چکے ہیں۔ اب ان کو کوئی روحانی پھل میسر نہیں۔ نیچے طبقے کے

لوگ اور جہلا اور جنٹلمینوں کا گروہ تو ظاہر ہے۔ کہ عمل سے بکلی منزہ ہے۔ خود علماء اور لیڈرانِ قوم کا یہ حال ہے۔ کہ اکثر نماز نہیں پڑھتے۔ جو مولوی لوگ جبراً و قہراً نمازیں پڑھتے ہیں۔ ان کے اخلاق بدترین ہیں۔ فحشا اور منکر سے بھی اجتناب نہیں۔ یعنی نماز کا نتیجہ مرتب نہیں۔ خود علماء جو لیڈری کرتے ہیں۔ کسی فیصلے پر مطمئن نہیں ہیں۔ الغرض مسلمانوں میں یہی تو بڑی مصیبت ہے۔ کہ اعمال صالحہ نہیں رہے۔ اور ایمان معدوم ہے۔ پھر ان کی مصیبت عارضی بھی نہیں۔ بلکہ صدیوں سے ان میں انحطاط شروع ہے اور جب سے گرنے شروع ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ بھی اپنی حالت کو سنبھال نہیں سکے۔ ملک پر ملک اُن کے قبضے سے نکلتے رہے ہیں۔ اور ترکوں کی تباہی کی اگر تاریخ مطالعہ کیجائے تو اس کو پڑھ کر کوئی دردمند اسلام افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے اسلامی شعار اسلامی اخلاق اور اسلامی خصائص کو کبھی کا خیرباد کہ دیا ہوا ہے۔ غداری دغابازی شراب و زناکاری اور غیر اقوام میں مناکحت کی کثرت نے ان کی خالصیت اور ترکی خصوصیت کو کبھی کا مٹا دیا ہوا ہے۔ کسی کا باپ عیسائی ہے۔ کسی کی ماں یہودن اور اسی لئے عیسائیوں کے خلاف ترکوں نے اس خرابی کے بعد اپنے مخلوط النسل غداروں اور قوم فروشوں کے ہاتھوں شکستیں کھائی ہیں۔ غرضیکہ صاف نظر آتا ہے کہ مسلمانوں کا تنزل ان کی شامتِ اعمال ہے۔ اللہ تعالےٰ کا تو وعدہ ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ یعنی ہر قوم کی ترقی یا تنزل انکے اعمال پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں ابتلاء میں تو جو نقصان ہوتا ہے۔ اُس سے کئی گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔ مگر یہاں یہ سوال بھی نہیں۔ اور نہ اس مصیبت کا نتیجہ انعام یا برکت و رحمتِ الٰہیہ نظر آتا ہے۔

مسلمانوں کی شامتِ اعمال اور اسلام پر ابتلاء

اب سوال اس مصیبت کے علاج کا ہے۔ مگر اس سے پیشتر ایک امر قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ مصیبت صرف مسلمانوں پر ہی نہیں۔ بلکہ اسلام پر بھی ہے۔ اسوقت اسلام اور مسلمان دونو مبتلاء مصیبت ہیں۔ مگر ان دونو مصیبتوں میں فرق ہے۔ مذہب اسلام

وہ مذہب جو رسول کریم کے ذریعہ دنیا میں آیا۔ وہ مذہب جو سچا ہے۔ وہ جو خدا کی طرف سے ہے۔ وہ ایک دفعہ دنیا کو بحیثیت مذہب اپنی چمک دکھا چکا ہے۔ اس پر بھی آج مصیبت آئی ہے۔ اس کو غیر مذاہب نے مغلوب اور دق کر رکھا ہے۔ اس کو لغو اعتراضوں اور بیجا تہمتوں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ بت طعنہ دیتے ہیں۔ کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں اس کو ہر چہار اطراف سے کفر نے گھیر لیا ہے۔ اور از حد تنگ کر دیا ہے۔ عیسائیت دہریت۔ آریت۔ جہالت اور خود مسلمانوں کی اندرونی زبون حالت نے اسلام کا اسوقت ناک میں دم کر رکھا ہے۔ مگر یہ مصیبت اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو اس کی شامتِ اعمال نہیں۔ یعنی اس وجہ سے نہیں۔ کہ اسلام میں کچھ نقایص پائے جاتے ہیں۔ جن کیوجہ سے اس کو ندامت اور ہزیمت پہنچ رہی ہے۔ کیونکہ اسلام میں فی حد ذاتہ تو آج تک کوئی نقص عاید کر ہی نہیں سکا۔ بلکہ برخلاف اس کے اس کی تعلیم ہر زمانہ میں چمکتی رہی ہے فی زمانہ بھی اس کی نیچرل تعلیم دلوں کو مسخر کر رہی ہے۔ اور چپکے چپکے غیر مذاہب میں گھر کر رہی ہے۔ اور ان کی تعلیم کی جگہ لے رہی ہے۔ ضرورت نکاح۔ تعدد ازدواج حرمتِ شراب۔ نکاح بیوگان۔ مسئلہ قصاص وغیرہ وغیرہ تمام دوسرے مذاہب نے اختیار کر لئے ہیں۔ ان کو معلوم بھی نہیں۔ کہ یہ اسلام پاک کی تعلیم ہے۔ اور جہالت سے وہ اسلام کو پھر بھی مطعون کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے زعم میں اسلام کی کچھ اور ہی تصویر ہے۔ غرضیکہ یہ مصیبت اسلام کے کسی ذاتی نقص کی وجہ سے نہیں یعنی یہ شامت اعمال شمار نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی شکست دیگر مذاہب کی شکستوں سے مشابہ نہیں۔ جیسے کہ برہمنوں اور سناتنیوں کے مذہب نے مورتی پوجا کے نقص کی وجہ سے آریت سے شکست کھائی۔ آریت نے نیوگ اور تناسخ وغیرہ تعلیم کی وجہ سے اسلام سے شکست کھائی۔ یہودی مذہب نے عیسیٰ علیہ السلام کے انکار رسالت کی وجہ سے عیسائیت سے شکست کھائی۔ اور آج عیسائیت کفارہ اور الوہیت مسیح کی وجہ سے پھر اسلام سے شکست کھا رہی ہے۔ اسلام نے تاہنوز اپنی تعلیم کے نقص کی وجہ سے نہ شکست کھائی ہے۔ اور نہ آئندہ کھائیگا۔ ہاں اس کی ظاہری شان و شوکت جو اس کو حاصل تھی۔

اس میں البتہ نقصان واقع ہو گیا ہے۔ اور یہ نقصان نقصٍ من الاموال والانفس والثمرات کے ماتحت ایک ابتلا رہے۔ اور یہ نقصان محض موجودہ مسلمانوں کی شامتِ اعمال کا معمول ہے۔ مگر مسلمانوں کی مصیبت عارضی نہیں۔ اسلام کی مصیبت عارضی ہے یہ مصیبت اسی قسم کی ہے۔ جیسی کہ اسلام کو عین ابتدا میں نصیب ہوئی تھی۔ یعنی رسول کریم صلعم کے زمانہ میں۔ رسولِ اکرم نے بھی فرمایا تھا۔ کہ بدأ الاسلام غریباً سیعود غریباً اور قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے۔ فان مع العسر یسرًا ان مع العسر یسرًا۔ اعادہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ دو بڑی عسریں اور دو بڑی یسریں اسلام میں ہیں کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ (تم اللہ تعالےٰ کی ہستی کا کیسے انکار کر سکتے ہو۔ تم مردے تھے۔ خدا نے تم کو زندہ کیا۔ پھر تم کو مارے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ پھر قیامت ہو گی) یعنی اسلام پر اسی قسم کی مصیبت اور غربت دوبارہ آئیگی۔ پھر ایک بار یہ کفر سے گھر جائے گا۔ اور جس طرح یہ پہلے ثابت قدم رہا۔ اور صبر و صلوٰۃ سے کام لے کر دشمنان پر فتحیاب ہوا۔ پھر دوبارہ دشمنوں پر غالب آئیگا ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

اسلام پر مصائب عاید کرنے کے مقاصد

یہ دو بڑے ابتلاء اسلام پر عاید کرنے کے کئی مقاصد ہیں۔

اول۔ پہلی دفعہ تو اسلام نے دیگر مذاہب کی طرح غیر موافق حالات میں پرورش پاکر ترقی کر کے دکھائی ہے۔ اس سے اسلام کی دوسرے مذاہب پر فوقیت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ تمام مذاہب نے اسی طرح ترقی کر کے دکھائی ہے۔ مگر اسلام اور دیگر مذاہب میں یہ فرق ہے۔ کہ دیگر مذاہب شان و شوکت کو پا کر حقیقت مذہب جب گرے ہیں۔ پھر دوبارہ انہوں نے اٹھ کر نہیں دکھایا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اسی زمانہ تک کے لئے تھے۔ جس زمانہ تک

انہوں نے دنیا پر حکومت کی۔ مگر اسلام گر کر اور مر کر اور پھر زندہ ہو کر اپنی پہلی شان سے بھی بڑھ کر مرجع خلائق ہو کر دکھائیگا۔ اور ثابت کر دے گا۔ کہ اس کی تعلیم صرف تیرہ سو سال تک کیلئے نہ تھی۔ بلکہ قیامت تک کیلئے ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے (انی رسول اللہ الیکم جمیعاً) میں تمام دنیا کیلئے رسول ہوں) اور (ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً) (محمد رسول اللہ کافۃ الناس کے لئے بشیر و نذیر ہیں) اور (رحمۃ للعالمین) (کئی عالموں یا جہانوں تا قیامت قوموں کیلئے رحمت ہیں) اور خود خالق فطرت فاطر السمٰوات والارض کا دعوی (ان الدین عند اللہ الاسلام و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ) (اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔ اور جو کوئی اس کے سوا کوئی دین پیش کریگا۔ وہ قبول نہیں ہوگا) برحق ثابت ہوگا۔

دوم۔ پہلے مذاہب جب گرے ہیں۔ اور نئے مذاہب کے مغلوب ہوئے ہیں تو اپنی تعلیم کے نقص کی وجہ سے اور اسی لئے نئی تعلیم نئے مذاہب اور نئی تحریک کے نیچے کچلے گئے ہیں۔ اور پھر شخصیت مذہب جانبر نہیں ہو سکے۔ مگر اسلام دشمنان کے غلبہ کے وقت بچ کر نکلے گا۔ اور تمام ادیانِ باطلہ پر غالب ہو کر دکھائیگا۔ تاکہ ثابت کرے۔ کہ اس کی تعلیم میں کوئی نقص نہیں یعنی (لیظھرہ علی الدین کلہ) (وہ (موعود) اسلام کو دنیا کے تمام کے تمام مذاہب پر غالب کر کے دکھائیگا) کا نظارہ دکھائے گا۔

سوم۔ اسلام کی پہلی ترقی رعب و جلال حکومت و ثروت اور تلوار کے سائے میں ہوئی ہے۔ اب اپنی ترقی حلم و بردباری۔ محکومی اور قلم کے زور سے کر کے دکھائیگا۔ تاکہ اغیار کا اعتراض دور ہو۔ کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا تھا۔ اور ان پر واضح ہو جائے۔ کہ پہلے بھی قرآن ہی تھا۔ جس نے دلوں کو فتح کیا تھا۔ اور اب بھی قرآن ہی ہے۔ جو فتح کر کے دکھائیگا۔ اسلام کو دنیاوی طاقتوں اور سلطنتوں کی سنت کشی کی ضرورت نہیں۔ غرضیکہ (لا اکراہ فی الدین) (دین کے

معاملہ میں جبر جائز نہیں) کی زندہ تصویر دکھائیگا ؛

چہارم۔ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی زندگی کا ثبوت دینا مقصود ہے وہ اس طرح کہ موسم بہار میں تمام درخت سرسبز ہوتے ہیں۔ پھلتے پھولتے ہیں۔ مگر ان پر جب سردی کے چھ مہینے گذرتے ہیں۔ اور خزاں کی جانکاہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اس وقت تمام درخت ایک ہی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ سب مرجھا جاتے ہیں۔ مگر آئندہ بہار میں جو درخت پتے نکال لیتے ہیں۔ وہ زندہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور جو خزاں کیحالت کی طرح موسم بہار میں مرجھائے رہتے ہیں۔ انکو مالک سمجھ لیتا ہے۔ کہ مرگئے ہیں۔ پھر انکو کاٹا جاتا ہے اور جلانے کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ اسیطرح تمام مذاہب کے ساتھ یا ان کیطرح شجر اسلام پر بھی خزاں آئی ہے۔ اگر اسلام دوسرے مذاہب کی طرح دوبارہ سرسبز نہ ہوا۔ تو یہ بھی ان کی طرح مردہ سمجھا جائیگا۔ اور اگر دوبارہ پھلنے پھولنے لگا۔ تو اس کی زندگی ثابت ہو جائیگی۔ اور لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے دین اسلام کو تمکنت بخشتا رہیگا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدلتا رہیگا۔) کا وعدہ نہایت اعلےٰ پیمانہ پر ہوگا ؛

پنجم۔ اسلام کی روحانیت دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ثابت کرنا مقصود ہے دوسرے مذاہب میں بجز بانی مذہب یا اس کے معاً بعد کے چند خلفاء اور پیروان تک ہی روحانیت اور تعلق باللہ ثابت ہے۔ آگے چل کر یہ رسم سلطان بود اور محض قصہ گوئی رہجاتی ہے۔ مگر اسلام میں اس سے پیشتر ہر صدی کے سر پر اس کی روحانیت کو ظاہر کرنے والا۔ خدا سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کرنے والا۔ ضرورت زمانہ کے مطابق تجدید دین بذریعہ قرآن حکیم کرنے والا ہوتا رہا ہے۔ اور جب کہ اسلامی دنیا میں ایک عالمگیر مصیبت برپا ہے۔ ایمان ثریا پر اٹھ گیا ہے۔ دجالیت نے الوہیت کی جگہ لے لی ہے۔ دہریت نے روحانیت پر غلبہ پا لیا ہے۔ عیسائیوں۔ آریوں۔ سناتنیوں برہموؤں اور دیگر مذاہب باطلہ نے اسلام پر تمسخر کیا ہے۔ اور خود اسلام کی اندرونی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی ہے۔ مسلمانوں میں قابلیت۔ مساوات۔ انسانی ہمدردی اسلامی شعار

بشیر احمد

اسلامی اخلاق۔ اسلامی اخوت و وحدت قومی حمیت و غیرت اور دنیاوی وجاہت اور شان و شوکت۔ غرضیکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد (جو شریعت کی دو بڑی شاخیں ہیں۔) کا فقدان محض ہے۔ اس وقت اسلام دوبارہ ادیان باطلہ پر غلبہ پاکر اپنی کھوئی مردِ میدان کے ذریعہ اپنی روحانیت کو کالنقش فی الحجر کر دیگا۔ اس وقت اگر اسلام میں ایمان کو ثریا سے واپس لانیوالا۔ معجزات اور خارق عادت کرامات سے خدا پر ایمان مضبوط کرنے والا۔ اعمال صالحہ سے ایمان کے باغات سیراب و شاداب کرنیوالا دوسرے مذاہب پر دین اسلام کو غالب کرکے دکھانے والا۔ خشک فلسفیوں برہموؤں۔ دہریوں اور مغربی تہذیب کے دلدادہ جنٹلمینوں کو چہرۂ خدا دکھانے والا سرسیدی نام نہاد مسلمانان کو جو نزدعلے کے قائل اور نہ فرشتوں کے موسن ہیں دعا کی تاثیر اور ملائکہ کی ہستی محسوس کرانیوالا۔ آریوں کی اٹھتی ہوئی موج تلاطم کو روکنے والا۔ نصاریٰ کے بڑھتے ہوئے شنوں کو خائب و خاسر کرنیوالا مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے والا۔ جاہلوں کو عالم اور عالموں کو باعمل مسلمان بنانے والا۔ اور مسلمان را مسلمان باز کردند کا نظارہ دکھانے والا نہ آیا۔ تو بلاریب اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح خشک۔ روحانیت سے عاری اور تعلق باللہ سے بے بہرہ سمجھا جائیگا۔ اور کلام برحق کے تمام وعدوں (مثلاً (۱) انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (ہم نے ہی اس الذکر (قرآن) کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں (۲) یابنی آدم اما یاتینکم رسلٌ منکم یقصون علیکم آیاتی (اے بنی آدم تحقیق تم میں میرے رسول آتے رہیں گے۔ جو تم میں سے ہونگے۔ اور میرے نشانات تم پر ظاہر کرتے رہینگے۔) (۳) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ (بے شک جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا رب اور ہمارا مالک اللہ ہے۔ پھر اس بات پر استقامت اور استقلال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں۔ اُن کو یہ بتانے کے لئے کہ تم خوف و غم

محمد خان کاتب
سنگانہ

نہ کرو - اور بشارت ہو - اس جنت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا - ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست ہیں - اور آخرت میں بھی) (۴) ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا مانگو - میں تمہاری دعا قبول کروں گا) (۵) وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (خدا نے وعدہ کر لیا ہے - ان لوگوں سے جو تم سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے ان کو خلعتِ خلافت بخشیگا - جیسا کہ پہلوں کو بخشی ۔) وغیرہ پر پانی پھر جائیگا -

ششم - آنحضرت رسول کریم صلعم کی شان خاتم النبیین کا اظہار ہے - اور صفت احمدیت کے کمالات کا ظہور ہے - متعدد مذاہب اپنے بانی مذہب کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ خدا کا مظہر ہے - یا خدا ہے اور وہ بار بار دنیا میں اصلاح خلق کیلئے عود کرتا ہے - مثلاً ہندو کرشن کو خدا کا اوتار مانتے ہیں اور بزبان کرشن مہاراج یوں رطب اللسان ہیں ؎

چو بنیاد دیں سست گردد بسے ؛ نمائیم خود را بشکل کسے

یعنی پرتھوی پر جب بھی ادھرم ہو جاتا ہے - تو کرشن مہاراج دھرم کو از سر نو قایم کرنے کے لئے اوتار لیتا ہے - اسی طرح عیسائی صاحبان بھی اپنے مصنوعی خدا کرائسٹ کے دو بعث مانتے ہیں - پہلے بعث میں وہ محکوم و حلیم و بردبار تھے - مگر دوسرا بعث جلال کے ساتھ ہوگا - ان عقائد کے جواب میں اسلام بھی مانتا ہے - کہ العود احمد یعنی دوبارہ آنا واقعی تعریف ہے - مگر یہ تعریف آج تک کرشن کو نصیب ہوئی نہ ہوگی اور یہ تعریف کرائسٹ کو بھی حاصل نہیں - اور نہ ہوگی - بلکہ یہ تعریف بھی رسول اکرم صلعم کا ہی حصہ ہے - حالانکہ وہ ایک بشر رسول ہے - اور اس تعریف کا مستحق بانیِ اسلام بلحاظ خاتم النبیین ہونے کے ہے - اسلام پر چھوٹی چھوٹی مصائب آتی رہیں تو بھی وہی خاتم النبیین ضرورت زمانہ کے مطابق اپنے جلال و جمال کے پرتو اور عکس کو ڈال کر کسی اپنے اوتار یا ظل سے اصلاح کرتا رہا ہے - اور اب جب کہ مصیبت عالمگیر ہو گئی ہے اور اہل اسلام کو دینی و دنیوی ہزیمت ہوئی ہے - مسلمان ننگِ تہذیب خیال کئے گئے ہیں - اور اندرونی و بیرونی معاندین نے اسلام کا محاصرہ کر لیا ہے - اس وقت بھی وہ خاتم الانبیاء (مستجمع جمیع کمالات انبیاء) تمام نبیوں کا سردار نبی گر اپنی پوری شانِ نبوت

کے ساتھ ظہور کریگا - اور آفتاب رسالت دوبارہ رجوع کریگا - ہاں یہ طلوع بقول مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم مغرب کی طرف سے سمجھا جائیگا - کیونکہ ایک دفعہ وہ ساری آسمان کی سیر کرتا ہوا نصف النہار سے گذرتا ہوا اس زمانہ میں غروب ہو چکا ہے - اور اس وقت بھی پھر اسلام اسی کے نام کے کلمہ کے ساتھ اور اسی کی آوردہ شریعت سے زندہ ہوگیا - تو یہ فی الواقعہ رسول کریم عربی مکی و مدنی کا دوبارہ نازل ہونا سمجھا جائیگا - اس وقت عملی طور سے مسلمانوں میں مفقود ہے - اور ایمان ثریا پر چلا گیا ہے - اب اگر دوبارہ ایمان اور قرآن دنیا میں قایم ہوگیا - تو گویا رسول کریم (فداہ روحی) کا دوبارہ مبعوث ہونا مانا جائیگا - اور یہ دوبارہ آنا بغیر شکوک و التباس قابل تعریف ہوگا اور الجواد احمد کے ماتحت احمدیت کی شان رکھیگا - مگر یہ یاد رہے کہ یہ دوسرا البعث برنگ تناسخ نہ ہوگا - کیونکہ تناسخ تو تعلیم اسلام کے سراسر منافی ہے - بلکہ یہ بروزی رنگ میں ہوگا - اور یہ بروز یا اوتار رسول کریم خاتم النبیین کا کامل متبع اور امتی ہوگا - جو فنا فی الرسول ہو کر جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کا مستجمع ہوگا - تاکہ خاتم النبیین کے مفہوم کا عملی طور پر اظہار ہو - اور وہ احمد کہلائے گا :-

ختم نبوت کے بعد نبوت

اس جگہ شاید بعض جلد باز کوتاہ فہمی سے یہ اعتراض کریں کہ ختم نبوت کے بعد نبوت کیسی اور احمد مکی و مدنی کے بعد دوسرا احمد کونسا ہو سکتا ہے - لہذا اس اجمال کی تفصیل ضروری ہے - جب سے دنیا قایم ہوئی ہے شریعت خالق ارض و سما کی طرف سے اس کی صفت رحمانیت کے ماتحت انسان کی ہدایت کیلئے نازل ہوتی رہی ہے - اور تزکیہ نفس کرتی رہی ہے - مگر یہ قانون کی کتاب بتمامہ یک لخت نازل نہیں ہوئی - بلکہ کماً و کیفاً تدریجی طور پر حسب ضرورت زمانہ و حسب استعداد نفوس انسانیہ موہبت ہوتی رہی ہے - اسلام سے پہلے یہ شریعت غیر مکمل مختص بالقوم مختص بالملک اور مختص بالوقت ہوا کرتی تھی - آخر ایسا وقت آگیا جب کہ انسانی استعداد اور دنیاوی حالت اس درجہ پر پہنچ گئی - کہ مکمل شریعت

کی متحمل ہو سکے۔ تو فرقان حمید اور قرآن مجید نازل ہوا۔ جو تمام گذشتہ تعلیموں پر فیہا کتب قیمہ کہ کر محیط ہے۔ اور آئندہ بھی تمام دنیا کیلئے قیامت تک کامل شریعت ہونے کا مدعی ہے۔ اور مصدقاً لما بین یدیہ کے دعوے کے موجب صحف ابراہیم و موسیٰ اور دیگر کتب شرعیہ سابقہ گویا خاتم الکتب قرآن کے ابواب و فصول تھیں اس نے الیوم اکملت لکم دینکم (آج تمہارا دین میں نے مکمل کر دیا۔ کہکر قیامت تک نئی شریعت کا نزول بند کر دیا۔ اور تزکیہ نفس کا خود ذمہ اٹھا لیا۔ کہ بس یہی تعلیم ہے جو خدا سے اعلےٰ سے اعلےٰ قرب کا وارث بنا سکتی ہے۔ اور تعلق باللہ کے تمام مراحل طے کرا سکتی ہے۔ اب اسی تعلیم کی پیروی سے قرب الٰہی یعنی ولایت کے تمام درجے حاصل ہونگے۔ اور اس امت مرحومہ میں سے مومنین ملہمین اولیا اقطاب ابدال محدث اور نبی ہو سکینگے۔ کیونکہ یہ سب تزکیہ نفس کے مراحل اور صراط المستقیم کے منازل ہیں۔ جیسے قرآن پاک نے صراط الذین انعمت علیہم کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ من یطع اللہ والرسول اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ یعنی اب قرآن کی پیروی اور فنا فی الرسول ہونے سے نبی صدیق شہید اور صالح ہوا کریں گے۔ اور یقیناً قطعاً اور وجوباً اسی نعمت کے مظہر نے اس امت محمدیہ کو خیر امت اور امت وسطیٰ کے قابل فخر خطاب سے ممتاز کیا۔ ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل۔ تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے۔ کیونکہ امم گذشتہ میں یہ مراحل بوجہ تعلیم شریعت منقوص اور نامکمل ہونے کے طے نہیں ہو سکتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ ان میں پے در پے نبی مبعوث ہوتے تھے اور وہ سب براہ راست خدا سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی نبوت شریعت کی پیروی کا نتیجہ نہ تھی۔ یعنی وہ امتی نبی نہ تھے۔

یہ ایک طبعی امر ہے۔ کہ مرور زمانہ شریعت پر اثر کرتا ہے۔ اور اس کے کسی جزو کا فقدان ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ شریعت کا کوئی حصہ گم ہو جاتا ہے۔ بلکہ وقت گذشتہ سے پر عمل درآمد بند ہو جاتا ہے۔ یا اس کے مفہوم کو محرف و مبدل

کیا جاتا ہے۔ اس لیئے شریعت کو ہمیشہ تازہ رکھنے کے لیئے خدا نے مجددین کا گروہ پیدا کیا۔ چنانچہ قرآن کی حفاظت کیلئے تو ہر صدی کے سر پر مجددوں کا آنا مقرر کیا۔ اور اب تک تیرہ سو سال میں اسی سے زیادہ مجددین اسلام گذر چکے ہیں۔ اسی طرح پہلی امتوں میں بھی مجدد آیا کرتے تھے۔ مگر ان کو خدا براہِ راست چن لیتا تھا۔ اور وہ مستقل نبی کہلاتے تھے۔ کیونکہ موجودہ تعلیم اس حد تک تزکیہ نفس نہ کر سکتی تھی۔ جو کہ ایک مجدد یا محدث کیلئے ضروری ہے۔ چنانچہ آیت اتینا موسی الکتٰب وقفینا من بعدہ بالرسل سے ظاہر ہے۔ کہ توریت کے بعد اس کی حفاظت کیلئے پے در پے رسول بھیجے گئے۔ وہ مجددین بوقتِ ضرورت بماتحت وحیِ الٰہی شریعتِ سابقہ میں تغیر و تبدل بھی کر سکتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ وہ تعلیم ناقص تھی۔ اور ہر زمانہ میں تبدیلی و ترمیم کو چاہتی تھی ؛

آنحضرت کے بعد اب کسی اللہ کا نبی

مگر اب جب کہ شریعت اپنے کمال کو پہنچ گئی ہے۔ اور تزکیہ نفس کی تمام ضروری تعلیم اس میں ودیعت کی گئی ہے۔ اس امتِ محمدیہ میں مجدد نہ تو براہ راست ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی ترمیم و تنسیخ کرنے کا مجاز ہے۔ اور نیز گذشتہ امتوں اور اس امت مرحومہ کے مجددین میں یہ فرق ہے۔ کہ وہ نبی کہلاتے تھے۔ یہ نبی کا نام پانیکے مستحق نہیں۔ اور اس طرح اس اُمّت کے غیر نبی پہلے اُمتوں کے انبیاء پر جزوی فضیلت رکھتے ہیں۔ یہ محض کام کی کمیت اور کیفیت کی رو سے ہے۔ نہ کہ بلحاظ نفس نبوت یا درجۂ نبوت رسول کریم صلعم نے بھی اس امر کی تصدیق بدیں الفاظ فرمائی ہے۔ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما بھی بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں اور یہ محض شریعت کے تکمیل کو پہنچنے کے باعث مقام نبوت بڑھ جانیکی وجہ سے ہے اب تو وہی نبی کہلا سکتا ہے۔ جو قرآن جیسی شریعت لائے۔ یا اس سے بڑھ کر۔ یا سارے قرآن کا مجدد ہو۔ یا اس میں ترمیم و تنسیخ کر سکے۔ مگر شرط ثانی قطعی غیر ممکن ہے۔ کیونکہ آیت قطعیۃ الدلالت الیوم اکملت لکم دینکم اس کے منافی ہے۔ اور

ایسا ہی مکمل شریعت قرآن سے کم شریعت لانا۔ یا اس کے کسی حصے کی تجدید کرنا یا دنیا کے کسی حصہ کا مصلح ہو کر آنا وغیرہ کامل نبی ہونے کے مانع ہے۔ لہذا اب نبی وہی ہو سکتا ہے۔ جو سارے قرآن کا مجدد اور ساری دنیا کا مصلح ہو۔ یا جو قرآن کے برابر شریعت لائے۔ اور وہ لازماً یعنہ قرآن ہی ہوگا۔ اور ایسے نبی کا زمانہ بھی ظہر الفساد فی البر والبحر (خشکی و تری یعنی جاہل و عالم دونوں میں فساد ظاہر ہو گیا) کا ہو بہو فوٹو ہونا چاہیئے۔ جس میں جہالت و ضلالت اور بدعت و اباحت کا ویسا ہی طوفان بے تمیزی برپا ہو۔ جو تیرہ سو سال پیشتر نبی عربی کے وقت میں تھا اور حالی جیسا شاعر جس کا زبان حال ہو کر اقرار کرے۔ کہ

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہمسر مبعوث ہوتا پیمبر

تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر

یہ لیکن جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

ایسا شخص بلاریب بقول حضرت ابن سیرین وھو افضل من بعض الانبیاء کئی نبیوں سے بحیثیت مرتبۂ نبوت افضل ہوگا۔ اور آیہ شریفہ واذا الرسل اقتت (جب سارے رسول ایک ہی زمانہ میں لائے جائینگے۔) کے بموجب کئی رسولوں کا نمائندہ ہوگا اور وہی آکر کہے گا ؎ زنہ شد ہر نبی بآمدنم ۔ ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

منم مسیح خداوند کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

یہ صفت رسول کریم صلعم نے مہدی معہود اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمائی ہے۔ کیونکہ اس کو نبی اللہ بھی صحیح مسلم میں فرمایا ہے۔ وہ بے شک کہہ سکتا ہے کہ ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ یا ؎

اینک منم کہ حسب بشارات آدم ٭ عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم ۔ یا ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ٭ جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے ۔ اور بقول خود

آنچہ داد است ہر نبی را جام ٭ داد آں جام را مرا بتمام

انبیا گرچہ بودہ اند بسے ٭ من بعرفان نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروے یقین ٭ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

وہ نبی اللہ ہے۔ کیونکہ کامل شریعت کا مجدد ہے۔ اس لحاظ سے کہ ضرورتِ زمانہ کے موافق اور اس کی حالت اور درجہ کے مطابق وہ شریعت کاملہ کو بقول مخبر صادق ثریا یا آسمان سے دوبارہ لانیوالا ہے۔ وہ نبیوں کی فہرست میں ہے۔ اور اس کا منکر دیگر انبیاء کے منکروں کی فہرست میں۔ لیکن اس لحاظ سے کہ اور وہ شریعت وہی قرآن ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے غار حرا کے قایم اللیل پر اُترا تھا۔ اور اس کے دوبارہ نزول میں اسی قدوۃ السالکین خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین سے استفاضہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو کوئی قرآن کو دنیا میں لائیگا۔ وہ گویا نبی کریم صلعم سے اسی بطور مستعار لیگا۔ وہ شارع علیہ السلام کا ایک غلام۔ خلیفہ۔ مجدد اور امتی ہے۔ بس خاتم النبیین کا یہی مفہوم ہے۔ فنا فی الرسول کا یہی حل ہے۔ بروزیت کا یہی حال ہے۔ مستجمع جمیع کمالاتِ محمدیہ مع نبوتِ محمدیہ کا یہی کمال ہے۔ اور بروزی نبی ظلی نبی اور امتی نبی کے یہی معنے ہیں۔ پس اس حقیقت کو آشکارا کرنے کے لئے۔ اگر وہ امتی نبی کہے۔ کہ ؎ دگر استاد را نامے ندام ٭ کہ خواندم در دبستانِ محمد تو بجا ہے۔ یا ؎ بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم ٭ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم کہے۔ تو اس کو عین راحت ہے۔ یا ؎ ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم۔ یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمد است کہے۔ تو اس کی عین سعادتمندی اور عقیدت کیشی ہے ٭

مسیح موعود کا احمد ہونا

اس کا احمد ہونا بھی بجنسہٖ اسی طور پر ہے۔ محمدیت و احمدیت کی صفاتِ کاملہ کا جامع تو وہی سرچشمۂ فیض خاتم النبیین کا ہی وجود ہے۔ مگر پہلی بعثت میں یعنی تیرہ سو سال تک اسلام نے دنیا میں بہیئت مجموعی شانِ محمدیت کا اظہار کیا ہے۔ یعنی آنحضرت صلعم کی تمام زندگی دنیا میں اسلام کی بحیثیت مذہب تقرری اور عرب اور ماحولہ میں اسلام کی توسیع و اشاعت وغیرہ محمدیت کی شان رکھتی ہے۔ اگر اسلام کی ساری سریعی و تدریجی توسیع و اشاعت کی

تاریخ کا مطالعہ کر کے اس کے تمام مراحل اور واقعات پر یکبارگی سرسری نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام آن واحد میں یعنی صرف تیس سال کے قلیل عرصہ میں ممالک ستی میں یوں پھیل گیا ہے۔ جیسے بجلی مشرق سے مغرب میں کوند جاتی ہے۔ اور ایک خاص رُعب اور جلال کے ساتھ طرفۃ العین میں مختلف اقوام کو زیر اثر کر دیا گیا ہے اور یہ سارا پیرایہ محمدی یا جلالی نظر آتا ہے۔ اور رسول اکرم صلعم کے جمالی صفت یعنی احمدیت جلالی شعاع یعنی محمدیت کے غلبہ کے اندر مستور دکھائی دیتی ہے بدیں وجہ اس ذوالقرنین کی صفتِ احمدیت کے کامل ظہور کیلئے بعثِ ثانی مقدر تھا۔ اسی لئے جملہ مفسرین نے لیظہرہ علی الدین کلہ کا مصداق حقیقی مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کو ٹھہرایا ہے۔ جب کہ اسلام کو جملہ ادیانِ باطلہ پر غالب کر کے دکھایا جائیگا۔ اور بشر و مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد (حضرت عیسےٰ ؑ بطور پیشگوئی فرماتے ہیں۔ کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام احمد ہوگا) کی یہ پیشگوئی اس وقت تک معرض تعویق میں رکھی گئی۔ جب تک کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھہم کا زمانہ آجائے۔ یعنی بیرونی معاندین اسلام بجائے سیف و سنان کے نور اللہ کی شمع کو اپنے منہ کی پھونکوں یعنی تحریر و تقریر سے بجھانے کی کوشش کریں۔ اور وھو یدعیٰ الی الاسلام (اور لوگ اس کو (اپنے) اسلام کی طرف بلائیں گے۔) کے مطابق اندرونی معاندینِ اسلام یعنی موجودہ علماء جن کے حق میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ وہ اس زمانہ میں چرخِ نیلگوں کی چھت کے نیچے بدتر مخلوق ہونگے۔ اس احمدِ موعود کے اسلام کو غیر اسلام قرار دے کر اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں۔ ایسے وقت میں یضع الحرب (وہ موعود جہاد بالسیف کو ملتوی کر دیگا) کی پیشگوئی کے ماتحت آنحضرت رسول اللہ صلعم بھی اپنی احمدیت کی آن و شان میں قلمی و کلمی دلایل و براہین سے دشمنانِ دینِ متین کا ناطقہ بند کریں اور دنیا اسلام کی سلطان القلمی کا لوہا مان لے۔ مگر یہ بعثِ ثانی بھی بطریق بروزیت ہونیوالا ہے۔ نہ کہ بطور تناسخ۔ اور اس کا مظہرِ کامل بھی بلا مخاصمت مہدی و مسیح

اُمتی نبی ہی ہے۔ اور وہی اسم احمدؐ کی پیشگوئی کا مصداقِ اصلی اور صادق و مصدوق مدعی ہے۔ ولاغیر وہی آکر للکارنے والا ہے ؎

احمدِ آخر زماں نامِ من است ٭ آخریں جامے ہمیں جامِ من است

اور اس کا سلسلہ حقیقتاً احمدی سلسلہ ہے۔ ایسے امتی احمد نبی اللہ کا حق ہے۔ کہ کہے من فرق بینی و بین المصطفٰے ماعرفنی وھاری (جو شخص مجھ میں اور مصطفٰے میں فرق کرتا ہے۔ اس نے مجھے پہچانا نہیں اور نہ غور کیا۔) اس میں رسول عربی کی ہتک کہاں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ مبداء اور منبع ہر دو صفاتِ محمدیت و احمدیت تو آپ کا وجود باوجود ہی ہے۔ کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں حضرت عمر رضؓ خلیفۂ برحق کے ہاتھ آئیں۔ حالانکہ رسول کریم صلعم نے فرمایا تھا مجھ کو دی گئی ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ رسول اللہ صلعم کے ہاتھ نہیں آئیں۔ ہاں واقعات کے لحاظ سے یہی کہا جائیگا۔ کہ حضرت عمر رضؓ کے ہاتھ آئیں وقس علیٰ ھذا ٭

اس ضمن میں متعدد احادیث صحیحہ اور قرآنی نصوص جیدہ بطور پیشگوئی موجود ہیں جیسے کہ لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس (اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہو جائے۔ تو ہمارے پاس ایک فارسی الاصل شخص ہے۔ جو اُس کو پالیں لاسکے۔) اور واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ایک اور آنے والی جماعت ہے۔ جو ابھی صحابہؓ میں نہیں ملی) اور ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاٰخرین (ایک اولین کا گروہ دوسرا آخرین کا) پھر ایک حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ آسمان سے دو بار خبیں آئیں۔ ایک میرے وقت میں اور دوسری مسیح موعود کے زمانہ میں۔ میں ہمیں جانتا۔ کہ کونسی بارش بڑی ہے۔ پھر قرآن شریف کی آیت وکیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ مسلمانوں کی دوسری موت اور دوبارہ زندگی پانے کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ پھر ایک حدیث میں ہے۔ کہ دجالِ بدخصال ایک خوبصورت نوجوان کو قتل کرے گا۔ پھر اس کو حکم دے گا۔ کہ اٹھ وہ زندہ ہو جائیگا

اس میں نوجوان سے مراد اسلام ہے۔ اور دجال سے مراد قوم نصاریٰ ہے۔ جو پہلے اسلام کو ذبح کریں گے۔ مگر بعض میں خود ہی اسلام میں جذب ہو جائیں گے جیسے کہ لفظ صال سے ظاہر ہے۔ پھر ایک حدیث میں یوں آیا ہے۔ کہ قسطنطنیہ مفتوح ہو کر دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آئیگا۔ مگر دوبارہ فتح ہونا تلوار سے نہیں۔ بلکہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ الحمد کے ساتھ ہوگا۔ پھر سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا وغیرہ وغیرہ تمام پیشگوئیاں بالصراحت بتا رہی ہیں۔ کہ اسلام اس مصیبت کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا۔ اور رسول کریم علیہ التحیہ دوبارہ دنیا میں مبعوث ہونگے۔

موجودہ مصیبتیں اسلام کیلئے بہت بڑی بشارت ہیں

اب ان مذکورہ بالا چھ حکمتوں کے جان لینے کے بعد جو اسلام پر دوسرا ابتلاء عظیم عاید کرنے میں ملحوظ خاطر ہیں۔ ہم پر بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اس وقت جو مصیبت بصورت بلا اسلام پر وارد ہے۔ اس کی کیا غرض ہے۔ اور معاً یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے۔ کہ نام نہاد مسلمانوں کی شامت اعمال کا کیا علاج ہے۔ غرض تو ظاہر ہے۔ کہ مذکورہ چھ حکمتیں ہیں۔ اور علاج بھی صاف ہے۔ کہ وہ ہستی جو اس وقت اسلام کے اصلاح کا بیڑا اٹھائے۔ اس میں کم از کم ممدوحۃ الصدر چھ صفات پائی جانی ضروری ہیں۔ اور مسلمان کہلانے والوں کا فرض ہے۔ کہ انیبوا الی اللہ واسلموا لہٗ کے زیر فرمان اس ہستی کی پناہ میں آجائیں۔ اور صدق و نہایت خشوع و خضوع اور تضرع و تبتل کے ساتھ پھر اسلام پر قایم ہو جائیں۔ اور اس مصلح حقیقی کے نشانات جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔ یہ ہونگے۔ کہ وہ اسلام کو دنیاوی مذاہب پر غالب کر کے دکھاوے۔ اسلام کی زندگی کا ثبوت دے۔ اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں روحانیت دکھاوے اور ثابت کرے کہ اسلام کی تعلیم قیامت تک کیلئے ہے۔ اسمیں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ اور قرآن سے ایسے دلایل و براہین اخذ کرے جو اشاعت اسلام کا ذریعہ بن سکیں۔ اور غیر مذاہب کو پاش پاش کر دیں یعنی بغیر تلوار

اور حکومت قرآن دلوں کو فتح کرنا شروع کر دے۔ اور پھر ان باتوں کے باوجود اس کا احمد ہونا ضروری ہے۔ یعنی وہ خود احمد کہلاوے۔ احمد کے نام پر بیعت لے۔ اور اس کی جماعت احمدی کہلاوے۔ وہ محمد صلعم کا کامل ظل ہو۔ اور اس کی شریعت کی متابعت میں محو نظر آوے۔ خدمتِ دین میں کمربستہ رہے۔ اور غم ملت میں یہ شعر کہے ؎ ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت ٭ کثرتِ اعدائے ملت قلت انصار دیں

مختصر یہ کہ وہ جمیع کمالاتِ محمدیہ مع نبوتِ محمدیہ کا جامع ہو ٭

یہ نشانات ہیں۔ اس ہستی کے جو اس وقت مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کا موجب ہے۔ جو مردہ مسلمانوں کا مسیح اور گم کردہ نشیمن کے لئے ہادی و مہدی ہے جب تک مسلمان صفاتِ بالا کے جامع وجود کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اور جب تک اس امام و رہبر اور طبیب و مسیح سے معالجہ نہیں کراتے۔ اُن کا مردہ اسلام جانبر نہیں ہو سکتا۔ اس وقت اگر اسلام سچا ہے۔ اور اس کے وعدے برحق ہیں۔ اگر یہ خدا کا لگایا ہوا شجر ہے۔ اور اگر مسلمانوں کو اس کی سرسبزی و زندگی پر ایمان ہے۔ تو ایسے شخص کی تلاش میں نکلیں۔ اور جہاں بھی وہ احمد مسیح مل جاوے۔ اس کے قدموں پر سر نیاز رکھ دیں۔ اور اس کی پناہ میں آجاویں ؎

تا نہ آید نور احمد چارہ گر ٭ کس نمے گیرد ز تاریکی بدر

فقط والسلام

وما علینا الا البلاغ المبین۔ اللّٰھم انصر من نصر دین محمدؐ واللّٰھم اخذل من خذل دین محمدؐ ٭

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را ٭ آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

در دلم چو شد ثنائے سرورے ٭ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

بلغ اللہ صلاتی وسلامی ابداً ٭ لنبی عربی مدنی حرمی

شمس فضل ضیاء و سناء اسنیٰ ٭ نور بدر و بہاء و سماء الکرم

خاکسار ظفر حسین احمدی از شملہ

ایک مکتوب

نبی کی اجتہادی غلطی پر

میں آپ کی اس تحریک کے بموجب جو آپ مجھے لکھ کر دے گئے۔ کہ "کوئی نبی یا رسول ایسے امورات میں جن کو وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا پر ظاہر کرتا ہو کبھی غلطی کا مرتکب نہیں ہو سکتا یہ میرا ایمان ہے" کچھ عرض کرتا ہوں۔ امید ہے۔ آپ ہر ایک خیال سے فارغ ہو کر اس کو بنظرِ غور مطالعہ فرمائینگے۔ چونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ پس اس امر کے مطابق میں آپ کے اس ایمان کو جسے آپ نے ظاہر فرمایا ہے۔ قرآن کریم جیسی بے نظیر کسوٹی پر پرکھتا ہوں۔ اور پھر احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش کر کے فیصلہ آپ پر چھوڑ دونگا +

(۱) لقد صدق اللہ رسولہ الرویاء بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون (فتح ع) بے شک اللہ تعالےٰ نے سچا کر دکھایا۔ اپنے رسول کا خواب کہ انشاء اللہ تعالےٰ تم ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈواتے بال کتراتے بخوف و خطر داخل ہوگے۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس خواب کے بعد جس کی وحی اوپر مذکور ہوئی۔ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہیہ اسباب سفر میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ بآنکہ آنحضرت صلعم بعد از دیدن این خواب بہ تہیہ اسباب سفر مشغول شد و یاران را خبر کرد کہ بعمرہ میروم۔ یعنی بعد اس خواب کے دیکھنے کے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ نفس نفیس خود تہیہ اسباب سفر میں مشغول ہوئے۔ اور احباب کو خبر کی کہ میں عمرہ کے لئے مکہ جاتا ہوں۔ پھر فتح الباری شرح صحیح بخاری کے صفحہ ۱۱ جلد ۳

میں لکھا ہے۔ فلمّا اتی ذالحلیفہ قلد الھدی واشعرہ واحرم منھا بعمرۃ یعنی جب حضور ذالحلیفہ پہنچے۔ قربانی کے اونٹ کی تقلید کی اور اس کو اشعار فرمایا۔ اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر مدارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ کہ جو کچھ حضور پر نور نے کیا۔ صحابہؓ نے بھی کیا۔ اور بخاری شریف میں ہے۔ کہ کفار مکہ مقابلہ کے لئے مستعد ہو گئے۔ اور انہوں نے عمرہ کرنے نہ دیا۔ اور دخول مسجد حرام کا جو وحی میں مذکور تھا۔ وقوع میں نہ آیا۔ چنانچہ اس بات سے صحابیوں میں ابتلا بھی پیش آگیا۔ اور حضرت عمرؓ جیسے صحابی بھی گھبرا گئے۔ چونکہ یہ واقع مشہور ہے۔ آپ کو بخوبی معلوم ہوگا۔ کیا اس واقعہ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ حضور نے جو اپنے اجتہاد سے اسی سال تیاری کی اور اپنے ساتھ اپنے ہمراہی لے گئے۔ وہ درست نہ تھا۔ اگر وحی کا منشاء یہی ہوتا۔ کہ اسی سال دخول مسجد حرام ہو جیسا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیاری سے سمجھا جاتا ہے۔ تو ضروری تھا۔ اسی سال ہوتا۔ مگر اسی سال داخل مسجد حرام نہ ہونا ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ وحی کا منشاء نہ تھا۔ جو حضور نے اپنے اجتہاد سے سمجھا۔ پس نبیوں کے اپنے اجتہادوں میں غلطی واقع ہو سکتی ہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد ہے ؛

پھر حضرت نوح علیہ السلام کو وعدہ دیا گیا تھا۔ کہ تیرے اہل غرق نہ کئے جائینگے لیکن جب اُن کا لڑکا ڈوبنے لگا۔ تو انہوں نے عرض کی۔ ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق کہ اے اللہ کریم میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔ اور تیرے وعدے سچے ہیں۔ یعنی تو نے وعدہ کیا تھا۔ کہ تیرے اہل سے کوئی نہ ڈوبے گا۔ مگر حکم ہوتا ہے کہ اہل سے جو مراد تو نے سمجھی تھی۔ وہ درست نہیں۔ کیونکہ انہٗ عمل غیر صالح اس کے عمل ٹھیک نہیں۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اجتہاد سے جو کچھ سمجھا۔ وہ درست نہ تھا۔ جبھی تو عرض کرتے ہیں۔ کہ ان وعدک الحق گویا وہ اپنے بیٹے کے ڈوبنے سے سمجھ رہے تھے۔ کہ وعدے میں فرق آنے لگ گیا۔ لیکن دراصل وہ اجتہاد اُن کا درست نہ تھا۔ پس نبیوں سے اجتہادی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔

(۳) پھر حضرت یونس علیہ السلام کی نسبت عام طور پر مشہور ہے۔ مجھے مفصل

لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ جانتے ہونگے۔ کہ یونس علیہ السلام نے قوم کی ہلاکت کی پیشگوئی کی کہ تیس یا چالیس دن تک ہلاک ہو جائیگی۔ مگر وہ ہلاک نہ ہوئی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے فرمادیا۔ کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا کہ ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب رسوائی کا زندگانی دنیا میں۔ لیکن حضرت یونس علیہ السلام غصے میں اگر چلے گئے۔ جیسا کہ فرمایا اذ ذھب مغاضبا پس ان کو یہ اجتہادی غلطی لگ گئی۔ کہ عذاب قطعی تھا ٹلنا نہیں چاہیئے۔ مگر جب ان کو اللہ تعالےٰ نے ان کی اس اجتہادی غلطی پر آگاہ کر دیا۔ تو بے اختیار عرض کرتے ہیں۔ انی کنت من الظلمین پس ثابت ہو گیا۔ کہ انبیاء سے اجتہادی غلطی واقع ہو سکتی ہے۔ اور اس سے نفس الامر پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا منشا ہے۔ اب میں حدیث سے دو ایک مثالیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) کنز العمال کے صفحہ ۳۰۷ جلد ۲ میں بروایت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیہقی اور ابن ماجہ سے یہ روایت ہے۔ کہ رئیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یعنی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے اپنے شہر کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ جس میں کھجوریں ہیں۔ اس پر میرا گمان یہ ہوا۔ کہ شہر یمامہ ہے۔ یا شہر ہجر ہے۔ مگر دراصل شہر مدینہ جس کو یثرب کہتے ہیں نکلا پس اس سے بھی ہماری مراد حاصل ہے۔ کہ نبیوں سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔

(۲) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوجہل کی نسبت خواب میں دیکھا۔ کہ اسے خوشہ انگور بہشتی دیا گیا ہے۔ مگر وہ مسلمان نہ ہوا۔ البتہ اس کا بیٹا عکرمہ مسلمان ہوا۔ پس ثابت ہو گیا۔ کہ اجتہادی غلطی انبیاء سے ہو سکتی ہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد ہے ہاں اگر کوئی کہے۔ کہ یہ خواب ہیں وحی نہیں۔ تو اس غلط فہمی کا علاج یہ ہے۔ (۱) کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں۔ وکان کلا نبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم السلام اوحی الیہم فی منامہم کما یوحی الیہم فی الیقظۃ۔ یعنی

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں بھی ایسی ہی وحی ہوتی ہے جیسی کہ بیداری میں (۲) پھر شیخ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر منازل السائرین و مدارج السالکین میں تحریر فرماتے ہیں۔ ورؤیا الانبیاء وحی فانھا معصومۃ من الشیطن وھذا باتفاق الامۃ ص۹ یعنی انبیاء علیہ الصلواۃ والسلام کا خواب وحی الٰہی ہے۔ کیونکہ وہ شیطانی مداخلت سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور یہ تمام اُمت کا متفق علیہ مسئلہ ہے (۳) پھر مولوی محمد حسین بٹالوی بھی اشاعت السنت میں لکھتے ہیں۔ کہ انبیاء کا الہام منامی کیوں نہ ہو ہمیشہ یقینی ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس الہام کی تعبیر و مراد سمجھنے میں اشتباہ واقع ہو گیا پس میرے نزدیک آپ کی تسلی کے لئے یہی کافی ہے۔ امید ہے آپ ضرور غور فرمائینگے اور نیز مجھے میرے مطالبہ کا جواب جو آپ کے ذمہ ہے۔ کیا آپ تحریر فرمائینگے۔ کہ مجھے ضرور جواب کی امید رکھنی چاہیئے۔ میرا مطالبہ تحریری آپ کے پاس ہے۔ دوبارہ بطور یاد دہانی پھر لکھ دیتا ہوں۔ کہ جہاں فاعل اللہ اور مفعول جاندار ہو۔ توفی کے معنے بغیر قبض روح کے اور کوئی ہو نہیں سکتے۔ اگر ہو سکتے تو مثال ورنہ بصورت دیگر موت کے معنی تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اور خیریت۔ والسلام

تصدیق المسیح

حضرت مسیح موعود کی کتب و معتقدات پر مخالفین کی طرف سے جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ وہ سب جمع کر کے قرآن و حدیث و کتب معتبرہ اہل سنت سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ جواب حضرت مولانا نورالدین خلیفہ اوّل کی زیر ہدایت لکھا گیا تھا۔ اور حضور نے بہت سے حوالے اپنے خاص کتب خانہ کی کتابوں سے نکال کر دیئے تھے۔ چند جلدیں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ۸ر

روزوں کے متعلق مکمل مسائل

ماہ رمضان المبارک آگیا۔ اس لئے جو صاحب چاہیں۔ ہم سے تشحیذ کا ایک خاص نمبر منگوالیں۔ اس میں صیام پر بحوالہ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ تمام مسائل ضروریہ درج کر دیئے گئے ہیں

قیمت ۴ر

حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی

جو

(قادیان کے غیر احمدیوں پر بالخصوص حجت قائم کرتی ہے)

اعلان

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ٭ اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور ٭ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

قادیان کے آریوں کا دھرم پرکھنے کے لئے اگر کسی کو زیادہ فرصت نہ ہو۔ تو ہمارے اس اشتہار کے ذریعہ سے ساری کیفیت ان کی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ کہاں تک وہ ایسی سچائی کے قبول کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ جس کا اقرار کرنے سے وہ کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جس سال اس عاجز نے قادیان کے ہندوؤں کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کر کے بعض الہامی پیشگوئیوں کے بتلانے کا وعدہ کیا تھا۔ انہیں دنوں میں یہ پیشگوئی جو اس اشتہار کے اخیر میں درج ہے۔ بخوبی اس کو سنا کر اور قلم بند کر کے انہیں سے چار آدمیوں کے دستخط اس پر کروائے تھے۔ اور پیشگوئی کی ظہور کی میعاد اکتیس ماہ تک تھی۔ اب جو فروری سنہ ۸۸ء کا مہینہ آیا۔ جو حساب کے رو سے اکتیسواں مہینہ تھا۔ تو ان بھلے مانسوں کے زہرناک تعصب نے انہیں اس قدر صبر کرنے نہ دیا۔ کہ مہینہ کے اخیر تک انتظار کرتے۔ بلکہ ابھی وہ آخری مہینہ چڑھا ہی تھا۔ کہ انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ یعنی اب کیا ہے۔ صرف چند دن باقی ہیں۔ لیکن اس قادر کی قدرت دیکھئے کہ کیسے اخیر پر اس نے ان کو اُلٹا کر مارا اور کیسے ذلیل اور رسوا کیا۔ کہ ابھی پندرہ دن اکتیسویں مہینے کے پورے ہونے میں باقی تھے۔ کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ افسوس یہ دل کے اندھے نہیں دیکھتے۔ کہ ہر ایک پیشگوئی ہماری خدا تعالےٰ کیسی پوری کرتا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو خدا تعالےٰ

کی کچھ پرواہ نہیں ۔

اب جاننا چاہیئے ۔ کہ وہ پیشگوئی جس کی اکتیس ماہ کی میعاد اور جسپر ہندوؤں کی گواہیاں ثبت کرائی گئی تھیں ۔ وہ ہمارے "چچازاد بھائی مرزا امام الدین و نظام الدین کے اہل و عیال کی نسبت تھی ۔ اور خدا تعالےٰ نے بذریعہ الہام اس عاجز پر ظاہر کیا تھا ۔ کہ مرزا امام الدین و نظام الدین کے عیال میں سے اکتیسویں ماہ کے پورے ہونے تک کوئی شخص فوت ہو جائیگا ۔ چنانچہ عین اکتیسویں مہینہ کے درمیان میں مرزا نظام الدین کی دختر یعنی مرزا امام الدین کی حقیقی بھتیجی بعمر ۶ سال ایک بہت چھوٹا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئی ۔ اور آریوں کا شور و غوغا وہیں سرد ہو گیا ۔ یہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں کہ وہ ہمیشہ سچ کی حمایت کرتا ہے اور صادق کی پناہ ہوتا ہے ۔ اب ہم اس جگہ الہامی پیشگوئی کی وہ عبارت لکھ دیتے ہیں ۔ جسپر قادیان کے ہندوؤں کے دستخط ہیں اور وہ یہ ہے ۔

مرزا امام الدین و نظام الدین کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے ۔ کہ اکتیس ماہ تک انپر ایک سخت مصیبت پڑے گی ۔ یعنی ان کے اہل و عیال و اولاد میں سے کسی مرد یا کسی عورت کا انتقال ہو جائیگا ۔ جس سے ان کو سخت تکلیف اور تفرقہ پہنچیگا ۔ آج ہی کی تاریخ کے حساب سے جو تیئیس ساون سمت ۱۹۴۲ مطابق ۵ ۔ اگست ۱۸۸۵ء ہے ۔ یہ واقعہ ظہور میں آئے گا ۔

گواہ شد گواہ شد گواہ شد

پنڈت بھارامل ساکن قادیان بقلم خود پنڈت یمنا ناتھ بقلم خود

گواہ شد گواہ شد

بشن داس برہمن بقلم خود بشنداس کھتری بقلم خود

مرقوم ۵ ۔ اگست ۱۸۸۵ء

بالآخر ہم امرتسر اور لاہور کے نامی آریہ صاحبوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں ۔ کہ ان بھلے مانسوں سے دریافت تو کریں ۔ کہ ہمارا یہ بیان سچ ہے یا نہیں ۔ اور اگر سچ ہے ۔ تو پھر اسلام کی سچائی سے انکار کرنا ہٹ دھرمی میں داخل ہے ۔ یا یہ بھی وید کی ہدایت کے رو سے دھرم کی ہی بات ہے ؟ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المعلن مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۰ مارچ ۱۸۸۸ء

غزل شہاب

جب میسّر صحبتِ ابرار ہو
کیوں نہ دل پھر مہبط انوار ہو

جس گھڑی مجھ پر نگاہ یار ہو
ہم نشیں کیونکر نہ بیڑا پار ہو

جان تازہ پاؤں لطف یار سے
میرا جینا گو کسی کو خار ہو

قلب میں جب تک نہو عشق صنم
فرق کیا؟ تسبیح ہو - زنار ہو

باؤ من کو چھوڑ دیجے عشق میں
عشق یہ ہے خود روی فی النار ہو

عاشقی کے ساتھ یہ خود بینیاں
سالک راہ وفا! ہشیار ہو

یہ تو ممکن ہی نہیں اے ہم نشین
مجھ سے غصہ اور عدو سے پیار ہو

نفس دوں کی سرکشی سے ای خدا
تو بچا مجھ کو کہ بیڑا پار ہو

لیلے اس قابل تو ہو جاؤ شہاب
یار غالب خود تمہارا پار ہو

ہم محمد خاں شہاب

نائب ایڈیٹر الفضل

عجیب و غریب مرہم المعروف بہ

مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین

یہ مرہم ایک بزرگ نبی مسیح علیہ السلام کی یادگار ہے - جو ہر قسم کے زخموں جراحتوں چوٹوں - جلدی بیماریوں - اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے - پھنسیوں ناسوروں ورموں - خنازیر - سرطان - گھاؤ - گنج - خارش - بواسیر - جانوروں کے کاٹ لینے - جلجانے وغیرہ کے لئے خصوصیت سے شفا بخش اور لاثانی علاج ہے - قیمت فی ڈبیہ خورد ۱۲؍ متوسط عہ؍ - ڈبیہ کلاں - عہ؍ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ - مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان دار الامن والامان -

تحفہ کبیر

۴

(ایک شیعہ مجتہد اور ایک سُنّی فاضل کا اقرار وفاتِ مسیح)

ہمارے دوست مرزا کبیر الدین احمد صاحب احمدی گارڈ ریلوے نے دو اور علماء کے فتاویٰ بھجوائے ہیں۔ جن سے واضح ہے کہ نہ صرف سید ابو الحسن الرضوی مجتہد شیعہ بلکہ مفتی عبداللہ صاحب بھی وفاتِ مسیح کے قائل تھے۔

۱۷ جنوری ۱۹۱۴ء از دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مگرامی خدمت جناب مولوی کبیر الدین احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کانپور جانا ابھی تک کوئی وقت مقرر نہیں کر سکا ہوں

میرے خیال میں لفظ بل اقرار کیواسطے ہے

یعنی مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل نہیں کیا بلکہ

اللہ تعالیٰ نے انکو مارنے طرف اٹھا لیا۔ واللہ اعلم

نیاز مند مفتی محمد عبداللہ عفی عنہ

جواب سوال اول

بسم اللہ وله الحمد

آیۃ کریمہ مذکورہ و آیۃ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ۔ ازیں ہر دو آیۃ ظاہر میشود۔ کہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقع شدہ زیرا کہ توفیّ در اکثر آیات قرآنیہ بمعنی قبض رُوح و اماتت آمدہ است و بعض روایات ہم دلالت براین معنی میکند۔ و اہل لغت ہم این معنی نوشتہ اند و استدلال بآیۃ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا و التی لم تمت فی منامہا بر اینکہ از اطلاق توفیّ قبض رُوح مستفاد نمے شود ناتمام است۔ و از ینجاست کہ بعض علماء قائل بوفات حضرت عیسیٰ شدہ اند و ایضاً قول بوفات عیسیٰ مضر مذہب ما نیست و نہ دوبارہ زندہ شدن و نزول آں در زمانہ زمت منافی وفات و محال است۔ پس زیادہ بحث و فحص دراں ثمرے ندارد۔ واللہ اعلم

حررہ محمد عبد الحق الرضوی عفی عنہ

التشریح الصحیح لحدیث نزول المسیح

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ نزول مسیح موعود کے متعلق مکمل معلومات حاصل کریں۔ اور لفظ نزول ابن مریم۔ اصابکم منکم کے متعلق پوری بحث پڑھیں۔ تو آپ یہ رسالہ منگوا لیجئے۔ جس میں سب باتیں آپ پائینگے۔

تحقیق امام آخر الزماں

کتب شیعہ سے حضرت مرزا غلام احمد کے دعوی مہدویت کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ منشی خادم حسین صاحب کے قلم صداقت رقم سے۔ قیمت ۸ ر۔ بالکل نایاب چیز ہے۔ چند ایک رسالے رہ گئے۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)

اصلی ممیرا

بے نظیر چیز مفید تجربہ شدہ دوائی ہے۔ امراض چشم کیلئے اصلی ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہے اور حضور ممدوح نے نسخہ بتایا۔ اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است اس نسخہ کا تجربہ قریب ستارہ اٹھارہ سال سے میں نے کیا ہے۔ اس یقین پر میں پہنچ گیا ہوں۔ کہ میں اس کا اعلان کروں۔ تمام ان لوگوں کو جو چشم کے امراض میں مبتلا ہوں یا کمزوری نظر ہو زیادہ عمر ہو۔ یا عینک کے سوا کچھ نہیں پڑھ سکتا۔ یا کلکروں کی مصیبت میں گرفتار ہو۔ آٹھ دن اس کا استعمال کریں۔ اگر بے نظیر ثابت نہ ہوا۔ تو واپس کریں۔ میں اس کو بلا چون وچرا قیمت واپس کردونگا۔ اور منی آرڈر کا خرچ بھی ادا کردونگا۔ سب سے عمدہ یہ ہے۔ کہ چار ماشے طلب کریں اور تجربہ کے بعد خود معلوم ہوگا۔ کہ میرا اعلان سچ ہے کہ جھوٹ۔ نرخ ممیرا ایک تولہ عہ بارہ اپریل میں اس کی قیمت بجائے عہ روپے کے ۵ روپے کئے جائینگے۔ سرمہ ممیرا ایک تولہ عہ روپے

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع منتہی طعام۔ قاطع بلغم وریاح۔ دافع بواسیر وجذام واستسقاء وزردی رنگ وتنگی نفس ودق وشیخوخیت فاد بلغم وقاتل کرم شکم ہفتہ روزہ سنگ گردہ مثانہ وسلس البول ودرد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ خود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قسم اوّل عہ رتولہ قسم دوم ۸ ر

لنگیاں اور کلاہ۔ ہر قسم کی لنگیاں شہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ململ ریشمی سوتی۔ لٹھے صاف سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قسم کی ملتی ہیں۔

المشتہر:۔ احمد نور کابلی مہاجر۔ سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

یہ رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے

ڈاکٹر برمن کی بنائی ۱۹۲۱ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو کارڈ پر دس متفرق جگہ کے لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیجدیجئے۔ جنتری بواپسی ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ کر دیجائیگی۔

نمبر ۱

تفصیل ادویات مع قیمت

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
عرق کافور	۶ر	پرلنے بلیریا یا بخار کی گولیاں	۱۰ر	روغن ریناڈی	۱۲ر
دمہ کی دوا	عہ ۸ر	بدہضمی و بدہضمی کے دست	عہ ۸ر	روغن صندل	۱۴ر
بخار کی دوا (کلاں)	عہ ر	کونین کی ٹکیہ	۱۴ر	روغن اجوائن	۸ر
پرانی سوزش	عہ ر	سر درد کی گولیاں	۱۲ر	روغن سونٹھ یا ادرک	۱۲ر
گرمی	۲ر	جلاب کی گولیاں	۹ر	روغن سونف	۶ر
کولاٹانک	عہ ۸ر	طاعون کی گولیاں فی ڈبیہ	عہ ۸ر	روغن دارچینی	۱۲ر
گھینگھ کے کھانسی کی دوا	عہ ر	طاعون کی گولیاں چھوٹی ڈبیہ	۱۲ر	روغن لونگ	۸ر
گھینگھ کے لگانیکی دوا	۶ر	۔۔۔	عہ ۸ر	روغن لیمو	۶ر
گھینگھ کا مرہم	۱۰ر	سپنی لائین	عہ ۸ر	روغن الائچی	۱۴ر
پین ہیلر	عہ ۸ر	عرق پودینہ	۱۲ر	لیونڈر	۱۴ر
کھانسی کی دوا بڑی	عہ ۸ر	کلوروڈائن ۸ر دوچین عہ ۸ر	۸ر	تھرمامیٹر انگریزی	۳ے
کھانسی کی دوا چھوٹی	۱۰ر	لال شربت	عہ ر	تھرمامیٹر اردو	۲ے
کان بہنے کی دوا	۶ر	نارنج کھمی کی دوا	۱۲ر	نمونہ کا بکس	عہ ر
داد درہم	۶ر	امراض مستورات کی دوا	عہ ۸ر	زخم کا مرہم	۸ر
امراض دندان	۸ر	زخم دھونے کی ٹکیا	۱۲ر	پیپر منٹ کا سنت	۱۲ر
مقوی باہ کی گولیاں	عہ ۸ر	روغن پیپر منٹ	عہ ۱۲ر		

المشتہر۔ ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

خریدار احباب نیز دوا فروش حضرات کیلئے ورد دوا فروشان نمبر کا ایڈیشن شائع ہوا ہے جو طلب فرمانے پر مفت روانہ کیا جائیگا